

چهارم ایل فروردین ۲۶۵

ماہنامه

شماره

فروردین ۱۹۳۳

مجله
نظریات و مباحث

بیادگار

اعلیٰ حضرت خاتم النبیین و الطریق فی العلم اقدس السکین

زبد العارفین امام العارفتین مولانا حاج محمد اکرم گویا نور محمد

مخانب راکین سبب الانصار بھیر پنجاب
اغراض و مقاصد (۱) اندرون و بیرون عملوں سے اسلام کا تحفظ و تبلیغ و اشاعت
اسلام (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی۔ پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب یا پھر وپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت اس سال فرمائینگے وہ معاون قلم نویس متعز ہونگے۔ ایسے حضرات کو اسمائے گرامی شکریہ کیساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے (۲) نویسی و قلمی اشخاص و طلبہ کیلئے رعایتی قیمت سالانہ غیر مقرر ہے (۳) ارکان حزب الانصار کے نام سالانہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ کی قیمت کم از کم چار روپہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ (۴) نمونہ کار پرچہ تین آنے کا ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا (۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ ڈاک کی بیجنونیوں اور روایات کو چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں، بریلو جن صاحب کو رسالہ ملو وہ مہینہ کے آخر میں اطلاع دیدیا کریں رزق قدر نہ ارا ہو گا۔ جملہ خط و کتابت تریل رہن نام

شعبہ رسالہ شمس الاسلام بھیر پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہوار

شمس الاسلام

بھیونجی

صفحہ	ماہ نومبر ۱۹۳۳ء	ماہ حجب ۱۳۵۲ھ
نمبر	فہرست	مضامین
۱	میرزائے قادیانی کی دماغی حالت	خواجہ غلام شبلیانی صاحب بھیردی
۲	میرزائے قادیان کا قصیدہ اعجازیہ قسط ششم	(ایک غیور مسلمان کے قلم سے)
۳	ڈاکٹر نو حسین جھنگی کے سوالات اور جوابات	مولانا حکیم قطب الدین صاحب چک ۲۳۲ ضلع جھنگ -
۴	بنائے مفاسد فی المساجد	خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش (میر)
۵	مساجد میں غیر اللہ کی پرستش	عبد الحمید خان صاحب طالب عظیم
۶	فیشن	سرگود
۷	مسلم سے خطاب	" "
۸	گزارشات	میر

انت
ادبی

تے
ج
ن
۴
ار کے
رہے
سالہ ہر
دہات کو
بن صاحب کو
رہنما

چاہئے

میراث قادیان کی دماغی حالت

حضرت مہدیؑ کی جناب میں مصلیٰ و آزار اشتعال انگیز دلفگار ستاحیاں

(از قلم خواجہ غلام حبیب اللہ صاحب بھیروی)

قصہ قادیان ضلع گورداسپور میں ایک صاحب میرزا غلام احمد گندڑی ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف مجدد، مہدی آخر الزمان، مسیح موعود، امام زمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ غضب کیا کہ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، رحمت عالمیان، صفوت آدمیان حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔۔۔۔۔۔ کو خاکی اور ناقص الفہم قرار دیا۔ صحابہ کرام کا شہر اڑایا۔ حضرات خنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جنگو سبط رسول ہونے کا شرف حاصل ہے نفیس و بھیر متی کی۔ مسلمانوں کے ناموس پر حملے کئے۔ ان کی پاکدامن و پادشاهوں اور بیٹوں کو کینوں سے بدتر کہا۔ حضرت مریم علیہا السلام پر سو قیانہ حملے کئے۔ اور بالخصوص حضرت یزدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی شانِ عالی میں ایسی بدترین گستاخیاں اور گستاخانے الزامات تراشے کہ اس میدان میں کوئی دشمن اسلام بھی آپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔

آج کی فرصت میں میں مشتے نمونہ ازخروار میزرا اعلام احمد قادیانی بانی
میزرائیت کے خرافات و مفوات، اور امتِ فتنہ کی کجواسات، حضورِ جنات
الانبیاء کی شان میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آئندہ سلمان ہرقادیانی کو اصلی
اصلی صورت میں دیکھیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا اگر اس میں
کچھ بھی غیرت ہے تو کسی فتادیانی سے محبت و مروت کے تعلقات قائم کرنا اسلام

کشی سے کم نہ سمجھیں گے۔

قادیا نیوں کو یاد رکھ لیتا چاہئے کہ ایک مسلمان سب تکلیفیں برداشت کر سکتا ہے۔ دنیا جہان کے آلام و مصائب کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ بے غری، نادار، بے آبروئی کا تحمل ہو سکتا ہے۔ کڑیاں جھیل سکتا ہے۔ لیکن اس غریزہ جہان، واجب الاحترام، جلیل القدر ہستی جس کی تخلیق کا باعث دعائے خلیل اور نوید میجا ہے۔ اور جس کی تشریف آوری کی خوشخبری یکے بعد دیگرے انبیائے ماسلف اپنے صحائف میں دیتے چلے آتے ہوں۔ اور قیامت جیسے ہولناک دن میں بھی، شفاعت کبریٰ کا علم جس کے ہاتھ میں ہو۔ جس کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے پر حجبِ اعمال کا خطرہ ہو، جس کی اطاعت خود خدا کی اطاعت ہو، جو ساری دنیا کے لئے رحمت ہو، جس کا ادب بارگاہِ محلے میں یہاں تک ملحوظ ہو کہ آپ کا نام لے کر پکارنے سے منع کیا گیا ہو۔ جس آگے سر تسلیم خم کرنا اہسان کی علامت، اور جس سے سرتابی کھنڈ صریح، کی شان میں ذرہ برابر بھی باز و راز ہی، بے ادبی، گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ دنیا اس کو حنا پریشم محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کے غیظ و غضب کی کوئی نہایت نہیں رہتی۔ اور اس وقت تک چین نہیں لیتا جب تک کہ اس بے ادب سے پورا پورا انتقام نہ لے لے۔

ذیل میں میں میرزا یوں کی توہین آمیز عبارتیں نقل کرتا ہوں

مستنبی و تادیان اپنی کتاب ازالہ اذہام ص ۴۰، و ص ۴۱ میں لکھ

ہے (قتل کفر، کفر نہ باشد)

۱۱) اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوشتیں نہ آجائیں تو میرا تو یہ مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فہم و فہم آپ کے برابر نہیں مگر پھر بھی بعض پیشینگوئیوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ نے اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔ میں، چند مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف

طور پر فرمادیا تھا کہ میری وفات کے بعد پہلے وہ مجھ سے بیٹگی جس کے ہاتھ لہو ہوں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہی بیبیوں نے ہاتھ تاپنے شروع کر دیئے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس پیشینگوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی، اس لئے منع نہ کیا۔ یہ خیال متاثر غلط ہو، آخر اس غلطی کو پیشینگوئی کے طور کے وقت نے نکالا۔

پھر از اللہ اوہام میں لکھا ہے برص ۶۱۹

۲۔ اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ ہونے کسی نمونہ کے موجب و منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصلی حقیقت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عین تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو، اور نہ ذابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی، اور صرف مثلہ قریبہ اور صورت متشابہ اور امور متشاکہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھا دیا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

۳۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف چاند کا گہن ہوا تھا۔ اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کا۔ کیا اب بھی میرے رتبہ سے اسے خطاب انکار کر سکیگا۔ (اعجاز احمدی ص ۱)

۴۔ جن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا وہ مجھے دیکھ لے میں آئینہ میں آپ ہی کا عکس ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ میں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات ہیں (ایک

غلطی کا ازالہ)

۶۔ معراج اس جسم کثیف کیسا تھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ و جبہ کا کثیف تھا۔ اس رستم کے کشفوں میں خود مولف (مرزا) کو تجربہ ہے۔

(ازالہ اوہام)

کسی صحیح حدیث میں نہ درود کا لفظ موجود نہیں۔ انشاء کے کاو لاء ہے۔

۷۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اجنبی و غلطیوں سے محفوظ رہتے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹)

اب امت کے خرافات ملاحظہ ہوں

۸۔ عمل مصفی نامی میرزا کی کتاب میں کمالاتِ نور دین کے بارہ میں لکھا ہے کہ آپ نے (نور دین نے) خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مسندی ہوئی تھی۔

قیامت، قیامت، لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

۹۔ میرزا صاحب عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ ذکر الہی

۱۰۔ مسیح موعود کی روحانیت، آنحضرت سے اقویٰ، اکمل، اور ارشد ہے۔ (کلمۃ الفصل ۱۳۵)

۱۱۔ کیا اس بات میں کوئی شک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں پھر محمد صلعم کو اتارا۔ (کلمۃ الفصل)

۱۲۔ مسیح موعود نے نبوتِ محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تھا۔ (ص ۱۱۳)

۱۳۔ میرزا ایمان ہے کہ مسیح موعود اس قدر نبی کریم کے نقش قدم پر چلے کر وہی ہو گئے۔ لیکن کیا شاگرد اور کیا استاد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے۔ ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم کے ذریعہ ظاہر ہوا، وہی مسیح موعود نے بھی دکھایا۔ اس لحاظ سے بھی برابر کہا جا سکتا ہے۔ (ذکر الہی ص ۱۹)

۱۴۔ ظلی نبوت نے مسیح موعود کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا کہ بنی کریم کے پہلو پہلو لا کھڑا کیا۔ کلمۃ الحق ص ۱۱۳

۱۵۔ میرزا کے ظاہر ہونے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح موعودہ تھی۔ الفضل الراجح ص ۱۹۳۔

۱۶۔ مسیح موعود کا ذہنی ارتقا، آنحضرت سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت پر حاصل ہے۔ بنی کریم کی ذہنی استعدادوں کا ظہور بوجہ تمدن کے نقصان کے ظہور پذیر نہ ہوا۔ اور نہ قابلیت تھی۔ قادیانی ریویو جون ۱۹۲۵ء

۱۷۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ اور بڑے سے بڑا اور سبہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ دیکھو ڈائری خلیفہ قادیان۔ مطبوعہ اخبار الفضل، ۷ ارجولائی ۱۹۲۲ء۔

۱۸۔ ایک متواتر حدیث جو صحاح میں پائی جاتی ہے، بلکہ بخاری کی ایک حدیث ہمیں بتلاتی ہے کہ تین سال یا چھ سال تک اپنی وحی کے معنی کو نہیں آنحضرت کو تردد رہا۔ حقیقت الامر ۱۲۔

۱۹۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم کی دعائیں قبول نہیں ہوئیں الفضل ۴ مارچ ۱۹۲۷ء۔

۲۰۔ اب دیکھو بنی کریم صلعم جیسا انسان بھی بعض امور کو لوگوں کے ابتلا سے ڈر کر چھپا لیتا تھا۔ اور بعض امور کو محض لوگوں کے ڈر سے چھپوڑ دیتا تھا (تشیخ الاذیان ماہ اکتوبر ۱۹۱۷ء)۔

۲۱۔ وَاللّٰهُ مَتَمِّنُّوْا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا۔ گو کہ کفار نا پسند ہی کریں۔ یہ آیت بھی احمد رسول کی ایک علامت ہو۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے مطلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے۔ اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی۔ مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہو گا۔

درازا خلافت

میزرائیوں کے ساتھ مدد و ہمت پر عمل پیرا ہونے والوں اور ان کے ساتھ محبت و موائت کا دم بھرنے والوں کو خدا تعالیٰ بالاحوالِ حیات کو غیور سے بڑھو۔ اور عبرت حاصل کرو۔ اور غنی جب لاسے دریافت کرو کہ تم جو مجاہدینِ اسلام کا مسخرہ اڑاتے ہو اور فتنہ قادیان کے خلاف جہاد کو مصلحت و وقت کے برخلاف بتاتے ہو کیا یہ سب کارِ ردائی متاری، ذاتی خود غرضیوں کی وجہ سے نہیں۔ ورنہ کون مسلمان دشمن رسول سے حسن ظن رکھ سکتا ہے۔

کاش مسلمان اب بھی مددِ غیریہ کا ثبوت دیں۔ اور دیکھیں کہ کس بے حیائی سے ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی گئیں۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قادیانی دجال کی روح ہی راجبِ مال مصنفِ رنگیلا رسول میں حلول کر چکی تھی۔ شاید ہی کسی گستاخِ پادری نے اس سے زیادہ دریدہ دہنی کی ہو۔ اس پر ہم سے امید رکھی جاتی ہے کہ میزائے قادیان کے متعلق حسن ظن سے کام لیں۔

اے میزائے مخلص مریدو! ذرا آنکھیں کھول کر میزائے گستاخانہ اور توہین آمیز عبارتوں کو بڑھو۔ اور سوچو کہ جس شخص کی زبان و قلم خدا کے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کے معاملہ میں اس قدر بیباک ہو، نبی یا مجید، بجائے خویش ایک صحیح الدماغ انسان ہی کہلایا کا مستحق ہو سکتا ہے؟ خدا، امانِ تصریحات پر غور کر کے میزائے اندرونی اخلاقی حالت سے واقف ہونے کی کوشش کرو۔ اور ایسے بیعت سے تاب ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارِ عاطفت میں پناہ لو۔ کیا غلامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم منطوق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کی آئین میزائیں کی منافقت،
مرفورہ بالاحوالِ حیات سے
خود غرضی اور رسول دشمنی بے نقاب { میرے سادہ لوح اور

فاضل از دہل و زور مسلم بھائیوں کو پتہ چل گیا ہو گا کہ تاد بانی جماعت کا "سیرت
 النبی" کے متعلق جیسے کرنا محض ایک ابد فریبی اور جلبِ نذر کے لئے ایک بہترین ہنگامہ
 ہے ورنہ اگر ان کے دلوں میں اسلام کی حقیقی ہمدردی، سچی تڑپ اور رسول اکرم صلی
 علیہ وسلم کا احترام موجود ہوتا تو ایسے شخص کے ہاتھ پر ہرگز ہرگز ایسا نہ لاتے جس
 نے نبیاً علیہم السلام، خصوصاً سرور کائنات علیہ النجۃ والتسلیمات کے حق میں دریدہ
 دہنی اور بے زبانی کو روا سمجھ کر ان کو روٹوں مسکین کے دلوں کو مجروح کیا۔ پس
 برادرانِ اسلام ان کی تبلیغات سے خبردار رہ کر اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے
 کی سعی فرمائیں۔

خاکِ اظلام جیلانی بھیر دی، بھٹی عنہ

میرے قادیان کا اعجازی قصیدہ

میرا کی غلط شاعری اور اس کی پھس پھیسی اردو

دعا فرمادو میرا کا اپنے قصیدہ پر فخریہ

ہفت ششم

ایک غیبی مسلمان کے قلم سے۔

وَأَنكَرَ أَيَاتِي وَأَنكَرَ دُعَايِي وَأَنكَرَ إِلَهَامِي وَقَالَ مُزَوَّرٌ

وٹنا، اسد نے، میرے نشانوں سے انکار کیا۔ اور میری دعوت سے انکار کیا، اور میرے الہام
 سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ ایک جھوٹا آدمی ہے۔

۵۷ وَاَلْبَنَىٰ بِالْجُلُوسِ مِنْ كُلِّ صُورَةٍ

اور اس نے ہر صورت سے مجھ کا دب بھیرا

۵۸ فَافْرَدَتْ اَفْرَادُ الْحُسَيْنِ بَكْرًا

پس میں اس جگہ اکیلارہ گیا جیسا کہ کر بلا میں حسین

۵۹ تَصَدَّىٰ نَكَارًا وَانْكَسَرَ اِيْتِي

میرے انکار اور میرے تنائوں کے انکار کیلئے پیش آیا

۶۰ فَهَدَسْتُ نِي فِي هَذِهِ الصُّورِ صُورَةً

پس ان صورتوں میں مجھ کو ایک طریق اچھا معلوم ہوا

۶۱ فَالْفَتْ هَذَا النِّظْمُ اَعْنَىٰ قَصِيدَتِي

پس میں نے نظم یعنی اپنا قصیدہ تالیف کیا

۶۲ وَهَذَا اَعْلَىٰ اَصْلًا سَرًّا فِي سَوَالِهَا

یہ قصیدہ اس کے مراد مقابلہ پر بنایا گیا + پس باوجود اس قدر سوال کے کیونکر ختم ہو سکتی

۶۳ وَلَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْحُجَابِ سَهْمٌ

اور اس جواب میں ہم پر کوئی گناہ نہیں ہے

۶۴ فَانْكَرْنَا لَهَا بِاِفْيَالِي جَمْعُهَا

پس اگر میں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنا لائے گا

۶۵ وَهَذَا قَضَاءُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ

اور یہ خدا کا فیصلہ ہے ہم میں - اور ان میں

۶۶ قَطْعُنَا هَذَا اَبْرَ الْقَوْمِ كَلَامُ

ہم نے اس نشان سے سب کا فیصلہ کر دیا ہے

۶۷ وَخَادِرُهُمْ رَجُلِي كَعَصْنِ تَجْدُنَا

اور میرے ربائے ان کو ان شاخوں کی طرح

۶۸ كَرْدِيَا جَوْ كَاثُ وَی جَاتِي هِي

کر دیا جو کاٹ دی جاتی ہیں

وَنَخْطَانِي فِي كُلِّ وَعْظٍ اَدْكُمَا

اور ہر ایک وعظ میں جو میں نے کیا خطا کی طرف اشارہ کیا

۶۹ وَفِي الْحَيِّ جَسْرًا مَثَلُ مَنْ كَانَ يُقْبَرُ

اور اس قوم میں ہم ایسے ہو گئے جیسا کہ مرنے والے کا

۷۰ وَكَانَ لِحَقْدِكَ الْقَارِبُ يَا بَرُّ

اور وہ کینہہ پن سے کر دہم کی طرح نیش فر کرتا تھا

۷۱ لِيُدْفَعَ رَجُلِي كُلِّ مَا كَانَ يَحْتَشِرُ

تو میرا خدا اس طوفان کو دور کر دی جو اسے اٹھایا تھا

۷۲ لِيُخْرِجَ رَجُلِي كُلِّ مَنْ كَانَ يَهْدِنَا

تو میرا خدا ان لوگوں کو دور کر دے جو ہم کو گمراہ کرتے ہیں

۷۳ فَكَيْفَ هَذَا السُّؤْلِ اَغْضَىٰ وَافْخَرُ

فہدی - کال کل ما کان یبدلنا

اور ہم اس کو بدیدہ کے طور پر بدیدہ کی جگہ پر بدیدہ بنائے

۷۴ وَانْكَرْنَا لَهَا بِاِفْيَالِي جَمْعُهَا

وان الہ من ستر لی ہی غشی وینبہا

اور اگر میں بدیدہ کی طرح ہوں تو اس کی سچ پروردگار اولا جوابے گا

۷۵ وَهَذَا قَضَاءُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ

اور یہ خدا کا فیصلہ ہے ہم میں - اور ان میں

۷۶ قَطْعُنَا هَذَا اَبْرَ الْقَوْمِ كَلَامُ

ہم نے اس نشان سے سب کا فیصلہ کر دیا ہے

۷۷ وَخَادِرُهُمْ رَجُلِي كَعَصْنِ تَجْدُنَا

اور میرے ربائے ان کو ان شاخوں کی طرح

۷۸ كَرْدِيَا جَوْ كَاثُ وَی جَاتِي هِي

کر دیا جو کاٹ دی جاتی ہیں

۲۳ اسراى اسرض مد قد اسريد تبارها
 میں مدہ کی زمین کو دیکھتا ہوں کہ اس کی تباہی ہو چکی ہوگی
 ۲۴ ایا الحسنی بالحق والجمال والرضا
 اے میری محسن اپنی حسن اور جمال اور نیکو طبع کو تو
 ۲۵ اتشتم بعد الحق والحق والسند
 کیا تو مدد اور احسان اور بخشش کے گالیاں دے گا
 ۲۶ تری کیف اغبرت السماء بایہا
 تو دیکھتا ہو کہ کس طرح آسمان تیرے ان کی پڑے بارش کر نیلگا
 ۲۷ فلا تخیر سبل عی و شقوا
 اور اگر ہی اور شقاوت کی راہ اختیار کر
 ۲۸ فلا تاكوا الحمی بسب وغیب
 اور گالی غیبت کیساتھ میرا گوشت مت کھاؤ
 ۲۹ و خادسہم ربحی کوخص تجلسہ
 اور میرے بچے ان کو کئی شاخوں کی طرح کر دیا
 ۳۰ ویدک لیتطل صنیعک احذہ
 باز آجا۔ اور اپنے احسان کو باطل نہ کر
 ۳۱ اتسند مد و مالئت تنص
 کیا تو اس بخشش کو بھلا دیا جو مد کے مقام میں تو نے اپنی بخشش
 ۳۲ اذا القوم اذونی و علوا وغبروا
 جب قوم نے مجھ کو کھڑا اور عیب کا لہ اور گردا ہٹائی
 ۳۳ ولا تبخلن بعد التوال و فکر
 اور عطیہ کے بعد بخل مت کر اور سوچ لے
 ۳۴ ولحی بوجہ الحبیم مد میں
 اور اس دوست کے منہ کی قسم کہ میرا گوشت ہلاک کرنے

والا ہے

۲۸ باجنحة الا شواق جبنا فضاء کیم
 ہم شوق کے بازوؤں کیساتھ تمہارے گھر آئے ہیں
 ۲۹ وان کنتم فدا ساء تک اخلاقتی
 فصل مہر علی ساء قلبک واحصر
 اگر تجھے میری خلافت بری معلوم ہوتی ہے تو پھر میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ
 ۳۰ بما قد مت منکم عطایا فخنضہ
 کیونکہ تمہارے احسان سپر ہیں سو ہم حاضر ہیں

کہ کیوں ایسا کیا

۳۱ اتکلمنی واللہ نسو مد عوائتے
 کیا تو میرا انکار کرتا ہو اور خدا نے میری دعوت کو دفن کیا
 ۳۲ اتلعن من هو مثل بد منق ساء
 کیا تو ایسے شخص پر لعنت بھیجتا ہے کہ جو چاند کی طرح
 روشن ہے

کلام میرزا پرتقیہ

عام طور پر کہا جاسکتا ہے کہ میرزا صاحب کے اشعار میں آمد نہ تھی۔ محکفات سے مضمون آرائی کرنے ہوئے کہیں سے کہیں نکل جاتے تھے۔ اور ایسے امور کا ارتکاب کر بیٹھتے تھے کہ جن کی عربی شاعری متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر مریدانہ ہی تقلید میں تمام غلط کو ایک ایک بلاغت اندوز کلمہ خیال کرتے ہیں۔ حب الشیء یعنی و یصم۔ ذیل کے نمبر اس دعوے کا ثبوت پیش کر نہیں اپنے اندر صد ہا ثنائیات صداقت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مذکورۃ الصدر اشعار میں بے لطف تکرار لفظی ہے۔ ۵۵ و ۵۶ و ۶۲

(۲) عربی میں بیجا پنجابیت گھیر دی ہے۔ کذب بن بالجد ۵۷۔ لحد یا بوک العقارب ۵۸۔ حالانکہ پیش عقب نہ از پے کہیں است۔ مقتضائے طبیعت این است۔ سرائی صو سرائ ۵۵ و عنبر واد ۵۵ و نور د عونی ۵۷۔

(۳) ذاتی انانیت کے زور پر عربی قواعد کو بال بال کیا ہے۔ فی هذه الصور ۵۷ (الصویر) کلام کل ۵۷ (کلا کل) فیانی بمثلها ۵۹۔ (فیانی بمثلها۔ لان الشرح مضاراً ایضاً) فیغنی ویشتر ۵۹ (فیغنی ویشتر ویشتر) اغترت ۵۷ (اغترت) آیاتہ ۵۷ (ایاتہ) غصن بجد سرائ غصن بجد سرائ لک الغصن واحد الجمع اغصان وغصون کلا غصن لک انہ جمع بجذوف التاء لکن التذکیر ایضاً ہوا المعروف واحد سرائ ۶۳۔ (واحد سرائ) فکر ۶۲ (فکر) احضر ۶۹ (احضر) من هو ۶۹ (من هو) سبیل غنی ۶۲ (سبیل غنی) (۴) اخلاقی کمزوریوں کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

میں پدیرسیر ہوں ۷۷۔ میں خلیفہ اند ہوں ۶۹۔ میں نے قوم کی جڑ مار دی ۶۴۔ مولوی شہ ارشد صاحب پچھو ہیں ۵۲۔ ہم مردہ تھے ۵۳۔ افراد الحسین بکر

بلا ۳۵ اگر حکومت اسلامیہ یہاں ہوتی تو یہی مصرعہ تخریر کے لئے کافی ہوتا۔

(۵) عربی لفظوں کا قادیانی اردو میں ترجمہ یوں کیا ہے

سلہ سلی واحص ۶۹ (میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار ہے پوچھ کہ کیوں پکام کیا
کخصن ۶۲ و ۶۱ (شہنوں کی طرح۔ شہنی کی طرح ناظم کے خیال میں یوں آیا کہ میں
غصنہ کی جمع استعمال کر رہا ہوں حالانکہ غصنہ باریک اور چھوٹی شہنی کو کہتے ہیں جو
یہاں قابل استعمال نہیں۔ اگر مان بھی لیا جائے تو غصن جمع استعمال کرنا چاہئے ہوتا۔
نکہ غصن کہ صاف واحد کی شکل میں ہے) ماضی استمراری کا ترجمہ کبھی فعل حال
سے کیا ہے۔ کان یقبر (دفن کیا جاتا ہے) کبھی ماضی استمراری میں کا
یا بوع ۵۵ (وہ نیش زنی کرتا تھا) کبھی فعل حال میں کان یہذا س ۵۶ (جو
بکواس کرتے ہیں) کبھی ماضی بعید میں کان یخبر (خبر دے رکھی تھی)
کنت تنص (تو نے بخش کی) اور یہ ترجمہ لفظی طور پر بھی غلط ہے۔ ساء تلک
امر ۶۹ (ساءک امر) والخلاف لا یجعل للمضاف مؤنثا لما فیہا
من الضعف اذ انہ مصدر و فحنت

(۶) ناظم اگر کسی سے اصلاح لیتا تو کم از کم استاد صاحب ان الفاظ

کو ضرور غلط قرار دیتے۔ اور یوں اصلاح فرماتے

(۱) وانکر دعویٰ بہت کذب دعویٰ نے۔ وقال فقال۔

(۲) بالیخل ۵۵۔ بالیخل ۵۵۔ کل صوراۃ۔ و بختہ۔

(۳) یحید ۵۳۔ یطبع۔

(۴) جہریمۃ ۵۵۔ جہنیمۃ۔ یغادرہا سربہ کدوح یثبر ۶۱

جنتا فناءکم طرنا الیکم ۶۵۔

(۵) یہ فقرے بہت گرے ہوئے ہیں۔

کل ما کان یحشر۔ لیظہر ایاتہ۔ اغبر السماء بارہا۔
اور اس کا ترجمہ یہ کہ آسمان سے بارش ہو رہی ہے۔ فہل علیہ کلاکل

واللہ نورا دعوتی -

اس نظم کا حصار

قصیدہ اعجازیہ کے یہ چند شعر پیش کردہ صاف بتا رہے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہر ایک لکچر میں میرزا صاحب کی تکذیب کی تھی۔ (حالانکہ میرزا صاحب کو عذاف کرنے سے الہامی طور پر حکم امتناعی نافذ ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ صرف قادیان میں ہی وعظ کہتے تھے۔ مگر مولوی صاحب ثناء وعظ میں ایک دفعہ بھی حاضر نہ ہوئے) پھر نکاح کی ہے کہ موضع مدینہ اکبر لارہ گیا ہوں۔ اور میرے ساتھیوں نے میری امداد کرنا چھوڑ دی۔ (حالانکہ میرزا انہوں کی طرف سے سرور شاہ پیش ہوئے تھے آپ کا یہ کہنا غلط ہوا) پھر کہتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجھ سے درخواست کی جس پر میں نے یہ قصیدہ لکھا۔ جس سے بد معاش مر جائیں گے۔ مگر یہ دونوں امر خلاف واقعہ ثابت ہوئے۔ نہ تو وہ مرے جن کو میرزا نے بد معاش کہا تھا۔ اور نہ ہی مولوی صاحب نے درخواست کی تھی کہ قصیدہ لکھا جائے۔ پھر کہا ہے کہ یہ قصیدہ ہمیشہ ہے۔ اگر مولوی صاحب اس کی نظم پر پیش کر سکیں تو وہ سچے درد میں سچا۔ یہ خوب جو پٹ بازی کا کھیل ہے۔ کیا معیار نبوت مولوی صاحب کا قصیدہ کہ لینا ہی رہ گیا تھا۔ اصل میں بات یہ تھی کہ مولوی صاحب طبعاً شاعر نہیں واقع ہوئے۔ اور میرزا صاحب کو اس کا علم تھا جب ہی تو شیر ہو گئے کہ آئیے میرے مقابلہ پر شعر بازی کیجئے۔ ورنہ عام شعر کو دعوت دیتے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔ پھر لکھا ہے کہ میری صداقت کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں تم مجھے گافیاں دیکر میرا گوشت نہ کھاؤ۔ وہ مبہم نہیں ہونی کا۔ لطف یہ ہے کہ جن گالی دینے والوں کی فہرست کتاب البریہ میں دی گئی ہے انہیں ایک کو بھی پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوئی۔ آخر میں بھرپور شکوہ کیا ہے کہ لوگ بد زبان ہیں اور میں (میرزا) بہت کم گو اور بدزبانی سے بچنے والا ہوں۔ ان میں باقی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور بھلا یہ تو فرمانے کے ذیل کی نظم آپ نے (میرزا صاحب نے) کیوں

لکھ کر شائع کی تھی۔ کیا یہ گالیاں نہیں ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بد زبان سے بچنے کے کیا معنی؟ اگر نفی میں ہے تو پھر دوسروں کی ایسے الفاظ استعمال کرنے پر کیوں برہم ہوتے ہیں۔ جو میرزا صاحب نے ایک مسلمان مسمیٰ سعد لدود ہانوی کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ مانا کہ وہ بد زبان تھا۔ مگر اس کا مدعی نہ تھا کہ ہم بھی بنی ہیں۔ آپ مدعی نبوت! اور مدعی بروز محمدؐ کی زبان سے ایسے فواحشات و مغلطات نکلیں تو کمال شرم کی بات ہوگی۔ ہاں جنرل سیٹھ سیٹھ مثلاً کا اصول درست سی۔ لیکن نبی کی شان لہر لیکن فحاشا ہوتی ہے۔ اس لئے گالی کا جواب گالی میں دینا ایک نہایت نبوت سوز اور قابل شرم ہوگی۔

جوابی اشار

وَمَا نُرَالُ لِلْآيَاتِ يَا بَنِي وَتِلْكَ	تقول ثناء الله منك دعوة
اور ہمیشہ نشان صداقت کا منکر رہا ہے	تم کہتے ہو کہ مولو صاحب نے میری دعوت قبول نہیں
خليفة رب القادريان مسيطر	وَلَا هُوَ مِنْ يَوْمَنُونَ بَا نَدِي
رب قادیان کا حلیفہ ہوں اور داروغہ	نہ ہی میرے ماننے والوں میں ہے کہ میں
واصلحہ ذات البین داع و منذر	وَالنَّارِ مَبْعُوثٌ لِّتَبْدِيلٍ دِيْنَهُمْ
نہ یہ کہ باہمی منارعات کا خاتمہ کرنے آیا ہوں	نہ یہ کہ میں تجدید اسلام کیلئے مبعوث ہوا ہوں
ه انت خلیق بالخلافة اجل	مَنْ كُنْتَ مَبْعُوثًا مَتَى كُنْتَ مِنْذِرًا ؟
اور کب خلافت الہی کے مستحق تھے؟	مگر آپ کب مبعوث و منذر تھے
لَا اِنَّكَ اِلَّا لِحَادٍ وَالْجَلَّ حِوَارُ	نعم انت مصداق الخلق لديننا
گویا دائرۃ الحاد کے لئے مرکز، تھے	ہاں اختلاف رائے کے مصداق ضرور تھے
وتجدیل التبدیل هل انت تنظر	شكر في القرآن معني حجاها
کیا کبھی دیکھا بھی تھا کہ آپ کی تجدید تبدیل	بڑے زور سے قرآن کی تحریف معنوی کرتے تھے

اسلام واقع ہوتی تھی۔

نسخۂ جہاد اکان فی الشرح حکما
تم نے قرآن کے ایک قطعی حکم جہاد کو منسوخ کر دیا
نزول مسیح الناصری من السماء
آپ کے خیال میں آسمان سے نازل مسیح سمجھنا
تصویرت فی الغیاب نفسک جامعاً
تم نے پنجاب میں رہ کر اپنی ذات کو رسالت کو
وانت بنی ہر سب متعا کسا
ابو یہ کہ تم نبی مرسل عکسی طور پر ہو
مسیح و ذوالقرنین مہدی عصراً
مسیح ہو سکندر ہو۔ مہدی زمان ہو
فہاتیک عنوانات نفیسک کلہا
تو یہ تمام عنوانات ہیں
تصویرت مہدی یا مسیحاً متخصیصاً
تم نے خیال کر لیا ہے کہ مہدی درج شخص احد ہیں

انکار کیوں کرتے ہو؟

وقلت المسیح اتنان ذلک میت
تم نے یہ بھی کہا کہ مسیح دو ہیں ایک نامری ہو گیا ہو
علیکم تعلیمی و ہاکم بیبعتی
میری تعلیم تیرے فرض ہے۔ میری بیعت کرو
الاناسم القرآن عندک کافراً
مگر آپ کے نزدیک بھی تو ناسخ قرآن کا فرما ہوا
فہانت قل صرحت کفرک بامرا
یہ تو آپ نے خود ہی اپنا کفر ظاہر کر دیا۔

وانکرت مہدیاً بسیف سیظہر

اور (۹) مہدی کا انکار کر دیا
لذلک من الاتحاد ما ہوا کبیر

ایک بہت بڑا اتحاد ہے
لکل کمال فی الرسالة یحس
ہر ایک مضمحل کمال کا جامع تصور کر لیا
بروسر رسول اللہ۔ لہذا مظهر

اور رسول اللہ (صلعم) کا برہنہ ہوا اور خدا کا مظهر
کرشن و نریشٹ و بلسر منور
کرشن اور زرتشت ہو اور چودہویں کا چاند
معنوی تھا انتالو جید الملک بر

جن کے آپ سنون دادہ ہیں
و ذان من اعلام مالک ینکر
حالانکہ دونوں اسم علم ہیں۔ تم اتنا

وہا نا سحی ناطق و مبشّر
اور دوسرا میں زندہ ناطق ہوں جسکی بشارت
و ذان مدلسر النجاة و معبر
یہ دونوں امر مدار نجات ہیں
یحرفہ التذلیق للشرح منکر
اور زندہ نبی ہی اسکی تعریف کرتے ہیں
یدل علی القول منک و خبیر
جس پر آپ کے قول دلالت کر رہے ہیں

تقول لك النظم المبدع مُسَلِّم
 اذ لك سم او صواعق ندم
 آپ کہتے ہیں کہ آپ کی نظم تباہ کن مسلم ہے
 نکبادہ زہر ہے ۔ یا ۔ بجلی
 غانت اذن ثعبان حجب بقادیان
 او الرعد في سمك السماء تدم
 تو پھر آپ قادیان کے اژدہا ہوئے
 یا آسمانی رعد جو غیظ و غضب میں ہوتا ہے
 متى كنت في الحضائر المذمومة
 فشتكوا الى مليت في القوم يقبل
 متی کہتے تھے کہ میں ان حضائر میں ہوں
 جنہا آپ کو یہ شکایت ہو کہ میں قبر میں دفن کیا جاتا
 جناب ! آپ کب مد گئے تھے

معا

متى قال منا واحد لننظم من
 وقصيدا ايضا حتى قول غمر يلبحر
 کس مسلمان نے کہا کہ ہم بھی نظم لکھیں
 کہ اک جاہلانہ قصیدہ سناتا لین
 وما واك سورا بقاديان وحصنه
 قتال قالوا النعلی ونوت
 قادیان کی فصیل اور قلعہ آپ کا مکان ہے
 اور آپ کی جنگ صرف زبانیں تعلیماں ہیں
 کذبت ثناء الله داعية سائلا۔

یہ جھوٹ ہے کہ شہداء نے آپ سے سوال کیا تھا
 الی شعرک المناحی علیک فتشعروا
 کہ آپ شعر کہیں ! تو آپ شعر کہنے لگ گئے

نظم نبوت سوز میرزا

اک سگ دیوانہ لدھیانہ میں ہے
 بد زبان ، بد گوہر ، بد ذات ہے
 آدمیت سے نہیں ہے اس کو مس
 سخت بد تہذیب اور منہ زور ہے
 حق خدائی کا وہ نافرمان ہے
 آج کل وہ خورشتر خانہ میں ہے
 اس کی نظم و نثر اہمیتات ہے
 ہے نجاست خوار وہ مثل مگس
 منہ پر آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
 آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے

چینٹا ہے بیدہ مثل حمار
معز لونڈوں نے لیا ہے اسکا کھانا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر
دو غنلا استاد اس کا پیر ہے
جہل میں بو جہل کا سردار ہے
سخت دل نہ دو یا شاد ہے
ہے وہ نابینا یا خفاش ہے
وہ مقلد اور مقلد اس کا پیر
اس کو چڑھتا ہے بخاری سی بخار
شورہ پستی ان کی ہر گ رنگ بن ہے
ہائے صدا فوس اس کے حال پر
آدمی ہے یا کہ ہے بندر ذلیل

بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار - بار
بکتے بکتے ہو گیا ہے باد لا
اس کا اک استاد ہے سو بد گھر
اس کی صحبت کی یہ سب تائید ہے
بولہب کے گھر کا بر خور دار ہے
جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے
سحرہ ہے منہ چھا او باش ہے
پھر محدثا بنتے ہیں دونوں شیر
پھیرتا ہے اس سے منہ اب نا بکار نہ
جس طرح کہ زہر مار و سگ میں ہر
لاکھ لختہ اس کے قیل و قال پر
مل گیا کھنار سے وہ بیدلیل

وہ یہودی ہے نصار کی گمین

پادری مردود کا ہے خوشہ جبین

منقول از بیات

۲۸ جون ۱۳۳۳ء

ناظرین! آپ دیکھ لیں یہ ہیں سلطان العظم، میرزا یونگی نبی - ان کے مایہ
ناز شاعر - جس شخص کی اردو میں یہ فصاحت اور بلاغت موجود ہوگی اس سے
اس کی عربی شاعری کا بھی صحیح اندازہ لگ سکتا ہے ہم قیاس کن زنگستانی
من بہار مرا - مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میرزا صاحب کی اردو شاعری پر
کچھ لکھنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں وہ نہ یہ بچے بھی یوں ادھر تے کہ باید
تا ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے جو سقم سرری نظر میں دکھائی دیتے ہیں
ان پر خط کھینچ دیا گیا ہے -

ڈاکٹر نو حسین جھنگی شیعہ کے

سوالاتِ اربعہ کا جواب

—————

حال ہی میں ڈاکٹر نو حسین جھنگی شیعہ نے چار سوال تحریر کر کے دفترِ جریدہ فہم الاسلام میں ارسال کئے تھے۔ حضرت محترم رہنما المناظرین حکیم مولانا محمد قطب الدین صاحب ساکن چک ۲۳۲ اعلیٰ جھنگ نے ان کے جواب تحریر فرمائے ہیں۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

”مذہب“

سوالِ اول

کتابِ احمد و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں معیارِ اسلام کیا ہے؟

الجواب

کتاب اللہ و سنت خود معیارِ اسلام ہیں۔ کتاب اللہ و سنت میں معیارِ اسلام ہونے کے کیا معنی؟ لیکن اللہ سوال کرنا سیکھو۔ معیارِ عربی لفظ ہے۔ اسمِ الہِ کبریٰ کا صیغہ ہے۔ معیارِ مونا پر رکھنے کے پتھر (کوٹھ) کو کہتے ہیں۔ گویا قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلوٰۃ والسلام، اسلام کے پر رکھنے کے آلات ہیں۔ اہل سنت کے پاس کتاب اللہ بھی ہے اور حدیث رسول اللہ بھی۔ وہ اپنے اسلام کو پر رکھتے

چلے آتے ہیں۔ ان کا ایسا ہے کہ ہمارا اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے عین مطابق ہے۔ ہمارا اسلام ہر قسم کے کھوٹ سے پاک ہے۔ الحمد للہ نعم الحمد للہ علیٰ هذا۔ مگر شیعوں کے ہاتھ دو نون چیزوں سے خالی ہیں۔ نہ ان کے پاس کتاب اللہ ہے نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ موجود قرآن مجید جو اس وقت شیعوں کے ہاتھ میں ہے شیعوں کے بڑے بڑے بائبلوں کے اعتقاد میں منزل من اللہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں شیعوں نے اپنے اختراع کے مطابق اس کو جمع کیا ہے۔ اور جو قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا تھا اس کو جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی اصلی حالت پر جمع کیا تھا۔ جمع کر سیکے بعد جب آپ نے اس قرآن کو صحابہ کے سامنے پیش کیا تو صحابہ نے اسے قبول نہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراض ہو کر بددعا کی اور فرمایا قیامت تک تم اس قرآن کی صورت نہ دیکھو گے۔ اب وہ شیعوں کا قرآن امام مسدس غار میں لئے بیٹھے ہیں قیامت کے قریب باہر نکل کر ظاہر کریں گے

شیعوں کے پاس جب قرآن ہی نہیں۔ معیار اسلام ہی نہیں اُن کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ہمارا اسلام فتنہ راہی کے مطابق ہے۔ اور یودی و شمنائی دین کی دستبرد سے محفوظ۔ جو سونا کوئی پر نہ کسا جائے کیسے دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ یہ سونا کھرا ہے کھوٹا نہیں۔ ٹھیک اسی طرح شیعے بھی نہیں دعویٰ کر سکتے کہ ہمارا اسلام درست اور کتاب اللہ کے موافق ہے۔ شیعوں کے ہاتھ خود ان کے اعتقاد کے مطابق کتاب اللہ سے مس تک نہیں ہوئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک شیعوں میں طبعی حفظ قرآن کی جانب متوجہ نہیں ہوئیں۔ اگر کچھ ہوئیں بھی تو حفظ پر تدار نہ ہو سکیں۔ اگر ان کا ایمان ہوتا کہ موجودہ قرآن مجید حسد کی کتاب ہے تو کیوں یہ لوگ حفظ قرآن کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ کیا یہ لوگ غبی اور کمزور ذہن ہیں۔ کیا یہ یا کر لیتے ہیں اور یاد نہیں رہتا۔ یا ان کی قوت حافظہ کمزور ہے۔ یا انہیں فرصت نہ ملتی، یا مالی حالت غیر مطمئن ہے؟ میں کہتا ہوں سب کچھ موجود ہے۔ مگر حجاب

ایمان ہے کہ موجودہ قرآن مجید خدا کا کلام ہی نہیں تو بھلا حفظ کی زحمت کون اٹھائے۔ قرآن یاد کرنا تو ان کے ہاں وقت ضائع کرنا ہے۔ گویا گور و نانک کی پوچھتی ضبط کرنا۔ کسی ذہین دیندار مسلمان کو اتھرو وید یاد کر سیکو کہا جاوے تو کبھی یاد نہ کر سکیگا۔ اس کی طبیعت ہی حفظ پر مائل نہ ہوگی

حالانکہ کئی مرتبہ سنیوں نے ان کو اکسا یا بھی کہ شیعہ سنیوں میں قرآن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور کتنی دفعہ ان کو لوم و سرزنش سے ان کو ابھارا بھی گیا کہ شیعہ سینے قرآن اور ایمان دونوں کے خزانہ نہیں بن سکتے۔ پھر چند جو شیخے سنیوں نے انعامات مقرر کر کے بھی ان کے ایمان بالقرآن کا امتحان لیا۔ مگر اس لالچ نے بھی ان کو حفظ پر پراپیگنڈہ نہ کیا۔ تو پھر کیوں نہ کہا جائے کہ یہ لوگ اس قرآن کو کلام الہی نہیں اعتقاد دانتے۔ اور ان کا اسلام پرکھا ہوا اسلام نہیں رہا اس وسیا ہی کے وہ نہیں ان کو اور کیا رکاوٹ درپیش تھی۔

سنیوں کا یہ طعن شیعوں کے سینہ سے اٹھ نہیں سکتا تا آنکہ مدارس حفظ مقرر کر کے جوق جوق کی صورت میں حفاظ کو پیش نہ کریں۔ جیسے سنیوں نے حفظ کو مذمت اسلام سمجھ کر کروروں کی تعداد میں حفاظ پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ایک آدھ حافظ دلی یا پشاور میں دکھانے سے یہ وسیا ہیاں نہیں دہل سکتیں۔ ارباب بصیرت اس واقعہ کو خوب سوچیں۔

ڈاکٹر صاحب کو یاد ہو گا کہ ایک دفعہ آپ کے منہ سے تفیثہ نکل گیا تھا کہ ہم شیعوں کا اس موجودہ قرآن پر ایمان ہے۔ یہ سنیوں کا شیعوں پر افترا ہے کہ موجودہ قرآن کو شیعہ کلام الہی نہیں خیال کرتے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس اقرار اور بے دلیل دعویٰ کو سننے ہی جو شیخے سنیوں نے آپ کے ساتھ مناظرہ کی ٹھکان لی۔ جتنا بچہ مناظرہ اور تاریخ مناظرہ حسبِ فضاء ڈاکٹر صاحب مقرر ہو گئی۔ اور مقررہ تاریخ پر سنیوں کے مناظرین خود جھنگ میں ڈاکٹر صاحب کے در دولت پر اکڑوٹ گئے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع پر بحث کو نیلے گریز کیا۔ اور عمائدین شہر کے

توسط سے مناظرہ کو بدشکاری تمام ملتوی کر دیا۔ اگر ڈاکٹر صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے اور ڈاکٹر صاحب کے قول کے مطابق شیعوں کا موجودہ قرآن پر ایمان ہوتا تو ضرور میدان مناظرہ میں نکلتے۔ اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرتے کہ ہم شیعی اس قرآن کو کلام الہی اعتقاد کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا اس موضوع پر بحث نہ کرنا اور مناظرہ سے گریز کرنا اور معتبر اشخاص کے ذریعہ مقرر شدہ مناظرہ کو ملتوی کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ موجودہ قرآن مجید کو منزل من اللہ خیال نہیں کرتے۔

تو اب ڈاکٹر صاحب ایمان سے بتلائیں کہ شیعوں کا اسلام سب و شتم متعہ، تغزیہ، تقارہ، گھڑولی بیٹنا، گانا، بجانا، نوحہ، میرثنیہ وغیرہ پر کیا روئے اسلامیہ ہے؟ یا پنجائت کے چند افراد کا تراشا ہوا مسک۔ اصول کافی صفحہ ۶۷۱ پر مرقوم ہے

”ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیہ السلام
حمید صلی اللہ علیہ سبۃ عشر الف آیت“

ترجمہ۔ اللہ کی طرف سے جو قرآن جبریل علیہ السلام رسول خدا کی طرف لائے گئے، وہ ستر ہزار آیت کا قرآن تھا۔ انتہی۔ اور موجودہ قرآن مجید چھ ہزار چھ سو سولہ آیت کا ہے تو شیعوں کی اس روایت کو بغور مطالعہ کر سیکے بعد کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ موجودہ قرآن مجید وہی قرآن مجید ہے جو جبریل علیہ السلام لائے تھے کجا ستر ہزار آیت کا قرآن اور کجا چھ ہزار چھ سو آیت کا۔ اگر یہ عنہم شیعہ کہہ دیا جائے کہ ستر ہزار میں سے دس ہزار تین سو سولہ اسی آیت چرا کر موجودہ قرآن مجید باقی چھوڑ دیا گیا ہے تو کوئی سمجھ دار یقین کر سکتا ہے۔ کہ دس ہزار تین سو چوبیس آیت چرا نبوالوں نے باقی چھ ہزار چھ سو کو اپنے اصلی حال پر چھوڑا ہو گا۔ اور قرآن کے چوروں نے باقی چھ ہزار چھ سو آیت میں حسیات نہ کی ہوگی جب تک ستر ہزار آیت والے قرآن کے ساتھ موجودہ قرآن مجید

کا مقابلہ نہ کیا جائے کیسے یقین ہو سکتا ہے کہ موجودہ قرآن کی آیات منزل من اللہ اور دور از تحریف ہیں۔ مقابلہ چونکہ ناممکن ہے اس لیے مجبوراً شیعوں کے دلوں میں یہ اعتقاد راسخ ہو گیا کہ موجودہ قرآن مجید وہ قرآن مجید نہیں جو اللہ جل جلالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔ اندلس میں اصولت سنیوں کو حق حاصل ہے کہ شیعوں کے مذہب اور اسلام کو معیار حقیقی کے خلاف کہیں اصول کافی کے مذکورۃ الصدر صفحہ پر لکھا ہے

”فاذا قام القائل قلاً کتاب اللہ عز وجل علی جدہ
واخرج المصحف الذی کتبہ علی علی السلام“

ترجمہ: جب شیعوں کے امام مہدی علیہ السلام فارسی نکلیں گے تب وہ قرآن کو اپنی حد پر پڑھیں گے۔ یعنی پوری سترہ ہزار آیت کی تلاوت فرمائیں گے۔ اور اس قرآن کو ظاہر کریں گے جس کو جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسم فرمایا تھا۔ انتہی اور جن شیعوں نے موجودہ قرآن مجید کو کلام الہی مانا ہے تو تفسیر مانتا ہے اور کسی خاص مجبوری کی وجہ سے مانتا ہے۔ اور مانا ہے تو پھر بھی موجودہ قرآن مجید کو باعزت قرآن نہیں مانا۔ بلکہ خوار و ذلیل اور بگڑا ہوا قرآن مانتا ہے۔ خود ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب آئینہ مذہب سنی کے صفحہ ۳۱ پر یہ شعر لکھتے ہیں۔

جو کتاب پاک حق اللہ سے آئی ہوئی آہ سنی تیرے ہاتھوں اس کی رسوائی ہوئی
اور ملا محمد نجف کلینی اپنی کتاب روضۃ کلینی کے ص ۳۱ پر رقمطراز ہے
”ولا تخبن دینہم فانہم ہم الخائنون الذین خانوا
اللہ ورسولہ و خانوا اماناتہم وتدری ما خانوا اماناتہم
انتموا علی کتاب اللہ فخر فوہ و بدلوا“

ترجمہ: ان کے دین کو ہرگز پسند نہ کرنا چونکہ یہ لوگ خائن ہیں۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی امانتوں میں خیانت کی ہے۔ اور سوید کے بیٹے حسانتہا ہے تو کہ ان لوگوں نے اپنی امانتوں میں کیا کیا

خیانتیں کی ہیں (میں تجھے بتانا ہوں) یہ لوگ خدا کی کتاب قرآن مجید پر اعتبار کی اور انہیں سمجھ گئے تھے، پر پھیر دیا ان لوگوں نے خدا کی کتاب کو اپنی اصلی حالت سے اور بدل ڈالا اُسے۔ انتہی۔ توحب موجودہ قرآن مجید شیعوں کے زعم مابطل میں ایک نمونہ اور ذلیل کتاب ہے اور اپنی اصلی حالت سے بدلی ہوئی اور حقیقی صوت سے بگڑی ہوئی ہے تو ان کا اسلام کیسے باغوت اور صحیح ہو سکتا ہے۔ اسلام کی عزت اور ذلت اس کے معیار پر موقوف ہے۔ اگر معیار اسلام عزیز اور اصلی ہے تو اسلام بھی عزیز اور اصلی۔ اگر خود معیار مذلل اور مبتدل ہے تو عہد اسلام کس طرح اصل اور عزیز کہلا سکتا ہے۔ بگڑی ہوئی کسی کی کبھی نہیں بتلا سکتی کہ یہ سونا واقعی کھرا اور حقیقی منوں میں اصلی ہے۔ اہلذت والجماعت موجودہ قرآن مجید کو منزل من امد مو قرآن مسند کتاب اعتقاد کرتے ہیں۔ ان کا اسلام بھی منزل من امد منزل من امد مو قرآن اور محرز ہونا چاہئے۔ اور شیعیہ موجودہ قرآن مجید کو پہلے تو نجاب امد ہی ہے یقین نہیں کرتے اور جو تفتیہ مانتے ہیں کہ خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہو تو وہ ذلیل اور بی عزت بھی جانتے ہیں۔ اب شیعوں کا اسلام بھی حسب معیار باغوت اور ذلیل ہونا چاہئے۔ اور ڈاکٹر صاحب تو ضرور اپنا اسلام بے عزت خیال کرتے ہوں گے۔ کہ ان کی تصنیفات میں موجودہ قرآن مجید کی ذرا وضاحت سے خاک اڑائی گئی ہے۔

اور بعض شیعیہ کہتے ہیں کہ ہم لعنت اور صد ہزار لعنت بھیجتے ہیں ان ناسخ بارافقیوں پر جو موجودہ قرآن مجید کو منزل من امد نہیں اعتقاد کرتے۔ اور ہم ان دور از اسلام شیعوں پر بھی لعنت بھیجتے ہیں جو موجودہ قرآن مجید کو محرف مبتدل اور رسوا و مذلل سمجھتے ہیں۔ ہم شیعیہ اس موجودہ قرآن مجید کو خدا کا کلام اعتقاد کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس میں سرور خیانت نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی کو مفت و رو ہے کہ اس میں خیانت کرے۔ تو ہم ایسے بعض شیعوں کو کہتے ہیں کہ آؤ اور ہمارے ساتھ معاف بلکہ کفر اور ایمان سے

فیصلہ کرو کہ سنیو کا اسلام قرآن مجید کے مطابق ہے۔ یا موجودہ زمانے کے مدعی شیعوں کا۔

سنئے! موجودہ قرآن مجید میں ازواج مطہرات جناب حضرت سرور کائنات صلوات اللہ علیہ والوف الثیات کے متعلق ارشاد ہے

”النبی اولى بالمومنین من انفسہم و انرا و احب الیہم“

ترجمہ: پیغمبر مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے باپ کی جگہ ہیں۔ اور پیغمبر کی بیبیاں ادب و تعظیم میں ان کی ماں ہیں۔ پ ۲۱۔ سن ضرب۔ اور بالیسویں پارے سورہ احزاب میں ازواج مطہرات کی نسبت ارشاد خداوندی ہے ”اسے پیغمبر کی بیبیو! تم میں سے جو کوئی بی بی کسی کھلی ناشائستہ حرکت کی ترکیب ہوگی اس کو دو گنی سزا دی جائے گی۔ اور جو اسے اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم اس کا اجر بھی دو گنا دیں گے۔ اس کے بعد پچھلی آیت میں دو گنی سزا و جزا کی گویا وجہ بیان فرماتے ہیں۔

”یا ذی الساء النبی لستن کا حد من النساء“

ترجمہ: اے پیغمبر کی بیبیو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ مطلب یہ ہے دنیا جہان کی عورتوں سے تم فضیلت اور عزت میں بڑھ کر ہو۔ اس لئے تمہاری جزا و سزا بھی اور عورتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ اور اٹھارویں پارے سورہ نور میں اللہ عزوجل ام المؤمنین مادر مسلمین جناب حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تطہیر اور تقدیس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”ان الذین یرمون المحصنات الخافلت لمؤمنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولہم عذاب عظیم“

توجہ - جو لوگ پاک دامن عورتوں پر بہت لگاتے ہیں، جو بچاریاں ایسی باتوں سے محض بچ رہیں اور ایساں رکھتی ہیں ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہیں۔ اور قیامت کے دن ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

یہ چند ارشادات خداوندی ہیں جو اختصار کے طور پر عرض کئے گئے ہیں۔ اور انھی ارشادات الہیہ کے مطابق اہلسنت والجماعت کا ایسا اور اعتقاد ہے۔ سنی تمام ازواج مطہرات کو تمام مومنوں کی مائیں اعتقاد کرتے ہیں۔ اور دنیا جہان کی عورتوں سے ازواج الرسول کو افضل و اشرف اور ممتاز یقین کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو ملعون اور مردود اور سزاوار عذاب جانتے ہیں۔

اب اس کے مقابلہ میں ذرا شیونکے بکواسات بھی ملاحظہ ہو جو ڈاکٹر صاحب اپنے رسالہ آئینہ مذہب سنی کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں "بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ امام برحق جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بیعت کر کے باغی ہو گئے۔"

اور اسی آئینہ کے صفحہ ۳ پر آپ ایک باب باندہ پتے ہیں جس کا نام رکھتے ہیں "بی بی عائشہ کی دوڑ" اور صفحہ ۳ پر ارشاد فرماتے ہیں "رحمۃ اللہ علیہا" اور بی بی عائشہ کی سہ سنی کا نام رکھتے ہیں "بی بی عائشہ کا مکان اور سینگ شیطان" اور صفحہ ۴ کے میڈنگ اور عنوان کا نام رکھتے ہیں "بی بی عائشہ کی سازش" اور صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں "یہ ہیں اخلاق امہات المؤمنین" اور اسی صفحہ ۴ پر ذرا آگے چل کر اپنی تہذیب اور شائستگی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے رستم فرماتے ہیں "بی بی عائشہ نے معراج کو تکذیب کی تو ان کو صدیقہ لقب دیا گیا۔ سنیوں کا عجیب انصاف ہے"

اور ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب حیۃ العتوب جلد دوم صفحہ ۴۸ پر جناب حضرت عائشہ صدیقہ کے چند نکایات لکھنے کے بعد لکھتا ہے

”مولف گوید کہ بسیار اذ اخبار کفر و شقاوت عائشہ در بیان جنگ جمل مذکور خواہد شد انشاء اللہ“

(ترجمہ) مصنف کہتا ہے کہ عائشہ کی بدبختی اور اس کے کفر کی خبریں اکثر جنگ جمل کے بیان میں ذکر کروں گا۔ انہی

اگر کوئی دریدہ دہن منہ پھٹ بے حیاشی کسی ڈومنی یا بھنگی کی نسبت سے ناگفتہ بر فضول کلمات اور بیہودہ اہتمامات اور الزامات صورت تحریر میں لا کر مختلف ملکوں میں شتر کرنا تو یقین ہے کہ پہلے تو خود دوم اور بھنگی ہی جو توں سے اس کے چوڑا لال کرتے در نہ ازالہ حیثیت عرفی اور توہین و تذلیل کا مقدمہ دائر کر کے ضرور اس کو جیل کی ہوا کھلاتے۔ رسوا و ذلیل کرتے۔ اور شیعوں کے مجتہد ڈاکٹر نور حسین صاحب بھنگی ہیں کہ محرم محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قراضی کفریات منسوب کر رہے ہیں اور بازاری عبارتوں میں ام المؤمنین یا در مسلمین کی ذلت و خفّت کو استعمار دیکر خوش ہو رہے ہیں۔ پھر مؤمنوں کی حیثیت میں ایک صحیح المذہب جماعت پر سوالات کر کے اعزاز حاصل کر سیکے ناجائز کوشش بھی کر رہے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب سے قارئین کرام پوچھیں کہ مصیبت اسلام آپ کے حق میں کیا شہادت دیتا ہے

اور سنئے! مہاجرین اور انصار اور ان کے تابعداروں کی تعریف سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ ار باب بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہیں ان کو سابق اول کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے اور کہیں ان کو ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ کی خوشخبری سے خوشنود کیا گیا ہے۔ اور کہیں جنت اور جلود فی الجنۃ کی مبارک بشارت سے ان کو سرور فرمایا گیا ہے۔ سورہ توبہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”والمسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم“

مَرْضُوعَتُهُ وَاعْدِ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط ..

اور کہیں ان کو فرمایا گیا کہ تم امت محمدیہ کے بادی اور مرشد ہو امت کو نیک کام بناتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو حقیقی معنوں میں تم لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے ہو۔ سورہ عمران میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

كَذَٰلِكَ خَيْرَ امَّةٍ اَخْرَجْتَ لِلنَّاسِ طَاهِرُونَ بِالْمَعْرِفَةِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ط

اور کہیں ان کی جان نثاری کی قدر کرتے ہوئے اللہ عزوجل ان کو وعدہ دیتے ہیں کہ تمہاری اس جان نثاری کے صدقے ہم تمہارے گناہوں کو مٹا کر ایسے بہشتوں میں داخل فرمائینگے جن کے محلات کے نیچے نہریں پڑی ہو رہی ہیں۔ اسی سورہ مذکورہ میں ارشاد ہوتا ہے

”فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَاَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَوَذُوا
فِي سَبِيلِي وُقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا الْكَفَرَانَ عَنْهُمْ سَبَاتُهُمْ
لَا دُخْلَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ط مُثَوَابًا
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط“

مگر خدا اور کلام خدا کے برعکس ڈاکٹر نور حسین صاحب جھنگی اپنی کتاب ایات الامامة کے ص ۱۲ پر مہاجرین اور انصار کے اجماع کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”اور کہ مجموعہ ناقص خلقت ناقص ہوتا ہے۔ ہزار نابینا جمع ہوں ایک بینا نہیں بن سکتے۔ لاکھوں سبقتل ملکر ایک عقلمند نہیں ہو سکتا۔“ پھر اسی کتاب مذکور کے ص ۳۲ پر لکھتا ہے ”حضرات اصحاب ثلاثہ کے والدین مشرک و بت پرست تھے تو انسا انشرون نجس کے موافق وہ نور محمدی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پاک اور پلید کا ملنا اجتماع ضدین اور محال ہے۔ نور، نار۔ اندھا بینا۔ مردہ زندہ پاک پلید برابر نہیں ہو سکتا“ اور ص ۳۶ پر لکھتا ہے ”جو کہ حضرات ثلاثہ اور میر عمر

نکبت پرست مشرک تھے۔ اس لئے اللہ اور اس کا رسول ان سے بیزار ہے۔
 اور ملا باقر مجلسی حیۃ القلوب جلد دوم کے صفحہ ۸۹ پر تمام مہاجرین و
 انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو منافق اور کافر لکھتا ہے اور اپنے منہج
 ماننے پر غنائی اور ارتداد کاریوں کی کہ اور تلک لگاتا ہے
 "و بایک دیگر القنائی کردند کہ ابو بکر را حلیف گردانند چنانچہ دجیات
 حضرت رسول توطہ کردہ بودند، و چون منافقان انصار خواستند
 کہ خلافت را براسے محدین عبادہ بگیرند با منافقان مہاجران مقادمت نتوانستند
 کردہ، و مغلوب شدند"

وغیرہ وغیرہ کہاں تک ایسے پھر ہفتوات شیعہ کتابوں سے نقل کر کے استدلال پیش
 کئے جائیں۔ شیعہ کتب سب کی سب اباطلیل و اکاذیب کا مجموعہ ہیں۔ دیکھئے او
 پر کھنے سے ہتہ لگ سکتا ہے۔

بالفرض اگر محد دو سے چند را فضیوں کے کہنے سے مان بھی لیا جائے
 کہ ان کا اس موجودہ قرآن پر ایمان ہے تو موجودہ قرآن مجید کے احکام اور شیعوں
 کے اسلام میں کوئی صوت تطبیق اور توفیق نہیں۔ موجودہ قرآن مجید شیعوں کے
 اسلام کو باطل اور کھوٹا اور خانا ساز بتلاتا ہے ڈاکٹر صاحب خود وغیرہ کریں اور
 سوچیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ شیعوں کے پاس با معیار اسلام ہی نہیں اور یا شیعوں
 کا معیار اسلام اور اسلام دونوں ذلیل اور بگڑے ہوئے ہیں۔ یا شیعوں کا اسلام
 ہفتوات معیار اسلام باطل اور کھوٹا ہے

یہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی قرآن مجید کی طرح
 معیار اسلام ہے۔ اگر اسلام کو پرکھنا منظور ہو تو اس کو ٹی پر بھی کھوٹا کھرا اسلام
 متمیز ہو سکتا ہے۔ سنیوں کے نزدیک سنت رسول اللہ صحت سستہ اور
 دیگر حدیث کی مستند کتابوں میں محفوظ ہے۔ سنیوں کے نزدیک چونکہ سنت
 رسول اللہ ثابتاً معیار اسلام ہے اس لئے ان لوگوں نے کتاب اللہ کی طر سنت رسول

کی بھی وہ حسد مات کی ہیں کہ تاریخ نشاوت نہیں دیتی کہ کسی امت نے اپنے رسول کے اقوال اور افعال کی اس طرح محافظت یا خدمت کی ہو۔ ایک ایک کتاب کے کروڑوں نسخے چھپوا کر شائع کئے ہیں۔ آج جن شخص کو جو معروف کتاب مطلوب ہو مرن ایک کارڈ لکھ دینے پر گھر بیٹھے اس کے ہزاروں نسخے ہم پہنچا سکتا ہے۔ پھر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم اور مشروح لکھ کر مخالفین کو غور و خوض کرنے کا موقع دیا ہے۔ پشتو اور پنجابی سے انگریزی تک میں قرآن اور حدیث کی تفسیریں اور ترجمے موجود ہیں۔ پھر ان کے تحفظ اور افہام و تفہیم کے لئے لاکھوں کی تعداد میں دینیات کے مدارس قائم کروئے ہیں۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں علماء فروع التحصیل ہو کر اشاعت اور تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

مگر شیعوں کے ہاتھ جیسے قرآن مجید سے خالی ہیں تنہیک اسبطرح ان کے ہاتھ سنت رسول سے بھی خالی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری صحاح وغیرہ کو تو وہ مانتے ہی نہیں۔ اور نہ ان پر ان کا عمل ہے خود ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ”اگر ہم بخیرادری اور مسلم کو مانتے تو پیشے کیوں ہوتے۔ یہی شیعوں کی اپنی، صحاح اربعہ مشہور تو وہ یہی کرتے ہیں کہ یہ ہماری حدیث کی کتابیں ہیں۔ اور سنت رسول کی جامع کتابیں ہمارے پاس ہی چلی ہیں۔ مگر عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعے ان کو مستند نہیں اعتقاد کرتے۔ اور نہ ان کو پڑھنے پڑھاتے۔ مدارس قائم کرتے۔ فروع التحصیل ہو کر تبلیغ اور اشاعت کا کام کرتے ہیں۔ شیعوں میں کوئی بھی محدث نہیں۔ ان کے پندار میں صحاح اربعہ مرفوعات کا ذخیرہ ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ شیعوں اپنی حدیث اور فقہ کی کتابوں کو الماریوں میں چھپائے رکھتے ہیں۔ اور سنیوں کی طرح مذہبی کتابوں کو وسیع پیمانہ پر چھپوا کر شائع نہیں کرتے۔ اور مخالفین کو اپنے مذہب کے پرکھنے کا موقع نہیں دیتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سنیوں نے ان کے مذہب کو من گھڑت اور اور حنا نہ ساز سمجھا ہوا ہے۔ اسبطرح خود شیعے بھی اپنے مذہب کو

اعتقاد کرتے ہیں تو کیوں نہ کہا جائے کہ شیعہ ایک جمہولے مذہب کی آرٹ میں پیش
پرستی کرتے ہیں۔ ورنہ مذہبی انسان بن کر مذہبِ حق کی تردید کرتے ہیں
منفرد میں شیعہ کی کتابیں کسی زمانہ میں چھپی تھیں۔ مگر شیعوں
نے اپنے میں اینٹ لیں۔ اور چھپا کر الماریوں میں رکھ دیں۔ نہ ہر آئود و
سم آئود سمجھ کر نہ ان کو مگر چھپوایا۔ نہ بارادہ تبلیغ ان کو شائع کر کے رواج
دیا۔ اور جو چند اردو فارسی رسالے ملتے بھی ہیں تو ان کی پیشانی پر لکھا ہوتا
ہے کہ اہلسنت والجماعت ان کتابوں کو نہ دیکھیں۔ شیعوں کے تاجر کتب سینوں
کی طرف کتابیں نہیں بھیجتے۔ اشاعتی لکھا جائے تو لاہور لکھنؤ سے کتابیں
پارسل کرتے ہیں۔ سچ ہے درغلائیک تجویزیں ہمیشہ پوشیدہ لکھی جاتی ہیں بول کھلا
تو سارا تار پود بکھر جاتا ہے۔

اے دو خواں شیعہ جو مذہبی مصنف کہلواتے ہیں تردید کیلئے سینوں
منترجمہ کتابیں پاس رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب کی مستند کتابیں ان کے پاس بھی نہیں۔
اگر مذہبِ شیعہ کی حقانیت شیعوں کے نزدیک یقینی ہوتی تو مذہبی کتابیں منگوا
کر پلے اپنے مذہب کی تحقیق کرتے۔ پھر دوسرے مذاہب کی تردید کیلئے قلم
اٹھاتے۔ دینیات کے مدرسے قائم کرتے۔ قرآن، حدیث، فقہ کی تسلیم
مقتدر علماء پیدا کرتے۔ حدیث و فقہ کی کتابیں چھاپ کر لوگوں میں
تقسیم کرتے۔

میں ڈاکٹر صاحب کو وہ آئے فی روپیہ کمیشن دیتا ہوں مجھ کو مایہ فخر الفقہ، استیصار
تہذیب، مجالس المؤمنین منگادیں۔ اور مجھ کو ڈاکٹر صاحب ایک آئے فی روپیہ بلکہ ادھنی روپیہ بھی
کمیشن دینے کا وعدہ کریں تو صحاح کستہ میں سے جتنی کتابیں آپ کو مطلوب ہوں مناسب
قیمت پر میں آپ کو منگادیں گے۔

باقی تین سوالوں کا جواب آئندہ اشاعت میں لکھا جائیگا فقط
المرقوم ۸ اگر گت ۳۳۳ مطلق ۳۳۳ رہا۔ کتبہ قطب الدین از چک ۳۳۳ ضلع جھنگ

بنائی مفاسد المساجد

از جناب مولانا مولوی غلام احمد خاں صاحب گزشتہ کوٹ

مسجد پنڈ داد بخشاں کے متعلق ہائیکورٹ پنجاب کے فیصلہ نے راقم مضمون کو مسند صدر عنوان کے ماتحت موجودہ مضمون کو حوالہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ تاکہ عامۃ المؤمنین کے علاوہ حکام ہائیکورٹ دوبارہ غور کر سکیں کہ وقت ان تلخ ترین عتائد اور ناگوار تعلقات مذہبی کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلم عایا کو عالمگیر خوں ریزی سے بچا کر اپنے قاضی القضائی کی شہرت میں اضافہ فرمائیں۔

سوال

مساجد میں کیا کام ہوتا ہے ؟

جواب

نماز پنجگانہ ، اور مذہبی مواظظ - اچھااب شیعوں کے عقائد مذہبی ملاحظہ ہوں جو قابل شنید ہیں۔

روستوں کو میں نے پیدا کیا ہے۔ میں نے ان سے اپنی ربوبیت کا سوال کیا۔ میں نے ہی روحوں سے ازل میں اقرار لیا تھا۔ تمام پہاڑوں کو میں نے کھڑا کر دیا ہے۔ اور جملہ دریائیں نے جاری کئے ہیں۔ موسیٰ بنی کو دریا سے پار کر دیا تھا۔ اور فرعون کو مع لشکر میں

غرق کیا تھا۔ موتی نے جس نور سے ہدایت پائی تھی وہ میں ہی تھا۔ میں ہوں، صاحبِ صویر اسرافیل۔ میں ہوں مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا۔ اُن کی آسجی کا عیوض۔ الغرض میں وہ ازلی ابدی زندہ ہوں جس کے لئے موت نہیں۔

(مشارق الانوار)

کیا شیعوں نے اس خدائی دعویٰ کو تسلیم کیا ہے؟ جواب ہاں۔ حملہ حمیدی میں ہے ربانندہ موسیٰ ازرو و ذریل۔ ومانندہ گل انا و جنیل۔ ہر ساحل رسانندہ فلک نوح۔ کثائدہ بابہائے فتوح۔ ہواخواہ او حببریل امیں۔ بعشرمان اواسمان وزمین۔ مواعظ حسنه میں ہے۔ علی وہ ہے جو رزق کو تقسیم کرتا ہے۔ ملک الموت کی کیا مجال کہ بغیر اجازتِ امام روح کو قبض کر سکے۔ مجالس المؤمنین میں ہے۔ زہے روزی وہ حلقان علی ابن ابیطالب۔ زہے فرماں وہ خلقان علی ابن ابی طالب۔ ہوا اولیٰ ہوا آخر۔ ہوا الظاہر ہوا الباطن۔ ہوا الحنان ہوا المنان علی ابن ابی طالب۔ قدیم المن والاحسان عظیم الشان والبرہان۔ رحیم مطلق ورحمان علی ابن ابیطالب۔ ایضاً

از علی می شنید نطق علی

بد علی جز علی نہ بد آنجا

یعنی معراج کی رات بالائے عرش خدا نہ تھا۔ بلکہ علی تھا جو پیغمبر سے ہم کلام ہوا تھا۔

گلستانِ حکیم قاضی میں ہے۔ مقوم عالم معلوم آدم

سرافرازش در سرافکندگی

خدائیش در کوی بندگی

ایسے صد مظاہر ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ علی کے دعویٰ ربوبیت میں سرتا سر زیادہ تہنوا ہیں۔ جس کی کوئی دوسری تاویل ہو نہیں سکتی۔ تو کیا اہلسنت ایسے شرکاءِ عظوں کو مسجد میں ایک منٹ کے لئے بھی سن سکتے ہیں۔ جس نے فرعون کو بھی مات

کر دیا ہے۔ اُس نے تو صرف ایک دعویٰ کیا تھا۔ انا سرِ بکرم اُلا علی۔ اور اس نے یکدم گیارہ ایک سے ایک بڑھ کر۔ لبِ اسلوم ہوا کہ شیعوں کا خدا جدا ہے۔ جو علی کے نام سے جلوہ افروز ہو کر مظہرِ حجاب کے لقب سے مشہور کرایا گیا ہے۔ اسیدِ طرح، شیعوں کا رسول بھی جدا ہے۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی **وَإِلَهُ تَعْمَلُ** **فَمَا بَلَّغْتَ السَّالَتِ** خم غدیر کے مقام پر نازل ہو کر رسولِ خدا کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ علی کے ولایت و امامت کا اعلان کر دیں۔ اور اگر نکرے تو پیغمبر ہی اور رسالت باقی نہ رہتی۔ بلکہ ہمیں کر دی جاتی۔ (معاذ اللہ) کافی کتاب حدیث ائمہ شیعہ۔ حیات القلوب جلد سوم۔ اخبار و نجف سیالکوٹ ۱۹۲۵ء گو یارِ رسول کی رسالت میں یہ کام بھی از قبیل فرائض تھا کہ علی کی ولایت و امامت کا دہندہ پڑائیں۔ ورنہ رسالت بیکار، اور نبوت کا خاتمہ۔ حالانکہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر علی حضرت رسولِ امیر پر ایمان نہ لاتے تو کفر اور شرک پر مقرر غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا مسلمان ایسے نوہین آمیز اور مردود و عطف کی اجازت حقوڑی دیر کے لئے بھی دیکر سننے کی تاب لاسکتے ہیں۔ اور پھر فریفتین کے اصرار پر اس سے کیسے ہولناک نتائج نکلا کرینگے

اصنافی شرح کافی میں ہے کہ یہ موجودہ قرآن **اسیدِ طرح قرآن بھی جدا ہے** { مشہور ہے۔ اور جو محفوظ ہے، وہ تکرارِ سدی کے پاس ہے کافی میں حدیث ہے فقال اصاواللہ مانتونہ بعد یومکم هذا ابدال۔ یعنی فرمایا شیعہ علی نے باقی صحابہ رسولِ امیر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہ پھر ان میں نے جمع کیا ہے۔ تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے۔ اب ہمارے انکار پر میں تم کھاتا ہوں اللہ کے نام کی کہ آج کے بعد تم کبھی اس کو نہ دیکھ سکو گے۔

جلد فرمائے رافضہ کا اعتقاد ہے کہ موجودہ قرآن **ان حوالوں کے علاوہ** { تواریک و انجیل کی طرح محترف ہے۔ برخلاف

سینوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کی کسی آیت کا چھپانا کفر ہے۔ اور قائل نقصان کا فر
پس ایسے بڑے صحابی و امام پر شیعوں کی طرف سے کفر کا الزام لگانا اور خود
جملہ رافضی کا ایسے عقیدے کے موجودگی میں کفر صریح میں پھنسا کس حد
تک قابل برداشت ہو سکتا ہے۔

کا فی میں امام جعفر کا حکم ہے "یا ابا سلیمان
اور مذہب کا جد" { انکم علی دین من کلمۃ
اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذ لہ اللہ } کہ یا ابا سلیمان تم ایسے دین پر
ہو کہ جو اس کو چھپائے گا، خدا سے عزت پائے گا۔ اور جو اس کی اشاعت کریگا
خدا اس کو خوار اور ذلیل بنائے گا۔ مقابلۃ اہلسنت والجماعت کا مذہب
ملاحظہ ہو۔ "قل ہذا سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ امانا
تبعینے" یعنی پیغمبر اور اس کے ہر ایک پیرو کا یہی مذہب ہے اور یہی

طریقہ ہے کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت بر ملا دیا کرے۔ ۶
ہر ہیں تعادلات رہ از کجاست تا کجا

سؤال

ایسی شدت کے اختلا سے مقصد کیا ہے ؟

جواب

قرآن مقدس کو مشکوک بنا کر اصلی اسلام کو دنیا سے علیا میٹ کرنا۔ مزید براں
دل کھول کر جملہ اصحاب رسول امد کو بے تحاشا اور بیشمار گالیاں دے دی گئی ہیں
اور ضمنت رسول خدا کو بھی۔ پس ایسی گندگی کے اظہار سے ان کے دین
کی رو سیاہی اور حبان و مال کی تباہی کا خطرہ ہے۔ لہذا چھپانا ہی بہتر اور
اور اس میں تمام رافضی کی بھلائی ہے۔

چنانچہ چند نظائر بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کے لئے موجب فہم و عبرت ہوں۔

۱۔ ابو بکر شریعت، عمر طمان، عثمان جاثلیق این امت بودند (معاذ اللہ)
حیوة الصلوب

۲۔ ابو بکر و عمر و دہب منافقان بودند۔ و نیز ابو بکر حبیل، عمر نامرو
عثمان زنا کار بود۔ حیات القلوب

۳۔ عمر کافراست۔ و ہر کہ در کفر او شک کند او ہم کافراست (معاذ اللہ)
حیات القلوب

۴۔ عمر بدتر از شیطان و بدتر از فرعون مصر گذشتہ است۔ حاد

۵۔ امام اعظم سینان ابو ضیفہ کوفی رہزن دین و خبیث بود۔ حیات القلوب

۶۔ مغضوب سینان اند۔ و صالین یہود و نصاری۔ حیات القلوب

۷۔ بر عمر لعنت کہ بنیاد جفا از پیش رفت قتل مظلومان رشت کر بلا از پیش آمدست
حالانکہ ان میں سے ہر ایک جملہ موجب کشت و خون ہے۔ اور اسید طرح سے ہزار
خداد انگیز گالی گلوچ ہیں جس کے لئے ایک دفتر چاہئے۔ مقابلہ ناگزیر اہل سنت بھی
ذیں کے جوابات دینے پر مجبور ہوں گے۔

۱۔ فرعونیت کا درجہ تو تم نابکاروں نے اپنے علی کو دیکر خود فیصلہ کر دیا ہے
دیکھو صدر میں (شیخہ علی کا دعویٰ)

۲۔ بت اور بت پرستی تو تمہاری خمیر میں داخل ہے کہ
سامنے رکھ کر اس پر مہلتا ٹیک رہے ہو۔ اس طریق سے
بوجتے ہوئے حسین کو بھی ایک بت قرار دیدیا ہے۔

۳۔ اپنے مولا کو اول حسدائی کا دعویدار بت کر آخر کار قرآن کا چور بھی،
نابت کر کے ڈبل کفر کا مستحق قرار دیا۔

۴۔ انصاف سے کہنا کہ فرعون سے گیارہ گنا بڑا کبرا اپنی ضدائی کا اعلان کر نیوالا

بدتر از شیطان و فرعون ہوا یا نہیں (دفاعی نے کیسے صاف بیان سے کام لیا ہے۔ اپنے موہومی شیعہ علی کے متعلق)

قطعہ

ابھیبت کہ سنیاں تسلی دارند در دوستی علی تزلزل دارند
 قہرے بحدائش تامل نکنند ایناں بخلافتش تامل دارند
 ۵۔ جن اماموں نے قرآن کو ناقص اور مشکوک ٹھہرایا۔ تمام اصحاب رسول اللہ کو مرتد اور جہنمی قرار دیا۔ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرہ اور منافقہ کہہ کر پیغمبر خدا کو بھی اپنی بدزبانی سے نہیں چھوڑا۔ مشرک کا نام رکھ کر زنا کو رواج دیا۔ اپنی عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطری فعل کی اجازت دیکر اس لوٹیاہ حرکت کے لئے وہو صحت لکم کے حوالے سے خدا پر بھی افترا باندھا۔ تقیہ کا نام رکھ کر منافقت کو ثواب کا کام ٹھہرایا ایک مسئلہ میں تین مختلف فتوے صادر کر کے اپنے مینظیر جھوٹ کو عالم انتشارا کیا۔ تمام امت نبوی حنفی شافعی، حنبلی، مالکی، اہلحدیث پر مضروب کا حکم لگا کر منصوبی کفار میں شامل کیا۔ اگر ایسے اشخاص بھی رہیں دین و خبیث نہ ہوں تو پھر دنیا میں کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ بتاؤ ہزن دین و خبیث ابوحنیفہ ہوا یا تمہارے اس تمناش کے امام۔

۶۔ التاجور کو توال کوڑاٹے۔ قرآن کے دشمن، تقیہ باز منافق، ایک نعتیں کی بجائے یا علی مدد دیتے ہوئے خدا سے منہ موڑنے والے۔ دین کو چھپانے والے، کربلا کے خاک پرست۔ تو مومن مسلمان۔ اور اہل سنت موصوب خدا۔

سبحان اللہ ۔۔۔

نازاراروئے بسباید ہجودو

چون ندرای گرد بدخو۔ گرد

۷۔ بجواب عا قول ۔

بل بر لعنت کہ تاسیس و عن از پیش اوست
از تقیہ خفیہ تدریس و عن از پیش اوست

اے سادہ عقیدہ مند! کو حاضر ناظر جان کر ایسا انداز ہی سے بولنا کہ متسا را قول
زور دار اور بادلیل ہے یا میرا۔

الغرض ایسے ایسے ہنگامہ خیز روایات اور منا و انگیز عفت -
کی موجودگی میں کیا ایک شتر کہ مسجد کے اندر تسلی بخش عبادت اور پرامن و عطا
مذہبی کا امکان ہو سکتا ہے۔ جن کا حلاصہ عبادت محض تبرا اور لعنت ہو۔
ایک ایک لعنت کے بدلے ہزار ہزار ثواب کا معاوضہ، اور وہ بھی صحاح
رسول، و ازواج مطہرات رسول۔ یہ جو اکشر ماتم اور مرثیہ خوانی کے موقع
پر باواز بلند پکارتے ہیں

ع
بدشمنان علی بشمار لعنت باد

تو اس سے بھی مراد ہیں جملہ اصحاب پیغمبر موائے
میں ان شوخ چشم معاندین کو

ع
بدشمنان عمر بشمار لعنت باد

جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑیگا۔ اندر میں صورت رعایا کے قیام امن کو ملحوظ رکھتے ہوئے
فاضل حجام ہائی کورٹ سے استدعا ہے کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرما کر اس آشکار
مادہ کو قبل از وقت متباہ کر کے نیست و نابود کر دیں۔ جو بحالت اشتراک مباحدر و غنا
ہو کر مسلمانوں کے خون و خرابہ کے علاوہ مسجدوں کو بھی ایک میدان کافرانہ
بنا دیں گے۔

اہل حدیثوں کے متعلق جو ازمنہ ساز کا کوئی فیصلہ ہائی کورٹ
نہیں { نوٹ } یا پریوی کاؤنسل آف لندن اس معاملہ سے دور کا بھی
واسطہ نہیں رکھتا۔ ہمارے اور ان کے اصولی دین میں کوئی فرق نہیں
ضروریات دین میں کوئی اختلاف نہیں۔ عتبد قرآن، عظمت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم احترام صحابہ و ازواج مطہرات رسول اللہ میں کوئی تردد نہیں
 اگر انکار ہے تو صرف اجتہادی مسائل میں ہے۔ اور یہ امر اس قدر مختار ت کے
 قابل نہیں۔ شاگردانِ امام اعظم رحمہ اللہ نے خود اپنے امام سے ہزار ہا مسائل
 میں اختلاف کیا ہے۔ اور اختلاف الثانی تو اظہر من الشمس ہے۔ باوجود
 قدم قدم پر اختلاف کے کوئی مساندہ مخالفت نہیں۔ کیونکہ اصل اور بنیاد
 دین میں متفق نہیں ہیں۔ پس غیر مقلد اہلسنت کا مسئلہ سنہیوں کی مساجد میں
 نماز پڑھنا کسی قسم کا قابل اعتراض نہیں۔ اور نہ موجب رنج و ہرج ہے۔
 سوائے ان کے جو بغض و حسد نے ان کو اندھا کر دیا ہو۔ کیونکہ ائمہ انبیاء کی طرح
 نہ معصوم ہیں۔ اور نہ شرائط ایمان میں داخل۔ چاروں امامان مذہب
 کا صرف مومن اور مسلمان تسلیم کرنا کافی ہے۔ اور اس سے کسی الحدیث کا انکار
 نہیں۔ جیسا کہ انکا ہمارے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا ایک بین ثبوت اور شاہد
 عادل ہے۔

جو وظیفہ لغت اور تبرا کے علاوہ اپنے اماموں کو تہ
بخلاف افضہ { پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ وجانتے ہیں۔ میرزا ابی گرو
 ایک میرزا کو ہی نبی ماننے سے کافرا و فاسق قرار دینے لگے ہیں۔ اور یہ
 بارہ شخصوں کو انبیا سے افضل مانتے ہوئے کہانتک قابلِ عزت و محبت سمجھ جائیگا
 مزید بریں اہلسنت والجماعت کی کتب ذیل میں کھنڈروا فیض پر متفقہ تمام
 صاف صاف لفظوں میں درج ہیں۔

سراج الوہاج۔ مظاہر الحق۔ بستان المحذین۔ طیبہ۔ نووی شرح
 صحیح مسلم فی باب حفظ اللسان۔ الحبلی۔ مالا بدمنہ۔ قرأ الفجار۔
 عائشہ الکبریٰ۔ وصیۃ الکبریٰ میں قتال باردا فیض کا حکم۔ یازدہم آیت
 قرآن مجید محمد رسول اللہ والذین معہ استلواء علی
 الکفار سے واضح طور پر مترشح ہے کہ دشمنان صحابہ بلاشبہ کافر

ہیں۔ جبکہ طرفین ایک دوسرے کو کافر ظاہر الاسلام کہتے ہوئے اپنی اپنی عقائد پر سختی سے جے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شیعوں کی جانب سے عس و عت ابتداً ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سنائرت موجودہ زمانے سے متعلق نہیں۔ بلکہ ابتدائے شیعیت سے ہے۔ جن کاشیعوں کو بھی استمرار ہے۔ ملاحظہ ہو کافی کتاب الروضہ ص ۱۳

” قال قلت جعلت فداک فاما قد نذر نبذا انکسر
لہ ظہورنا۔ وما تہ افند تناوا سئل لہ الولاۃ
دماء نافی حدیث مرواۃ لہم فقہاء ہمہ“

اس حدیث جعفری سے کم از کم اتنا پتہ تو چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام قریباً بارہ سو برس سے منصور اور ہارون خلفائے بغداد کے زمانہ میں بعض شیعوں کے عقائد کے معلوم ہونے پر علما و جہاد نے ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے یہ واجب اقتل قرار دیے گئے تھے۔ اور یہ بھی کہ انکا حکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھا۔ جن کے بعد نقیبہ کا ایجاد کر کے عوام الناس سے اپنے عقائد چھپاتے رہے۔ اور یقیناً وہ یہی عتائد تھے جو آج کل آزادی کی بدولت اون کے بر ملا اظہار سے جا بجا دل آزاری کرتے ہوئے فساد انگیزی کے موجب بن گئے ہیں۔ یہ ناگوار واقعات ایک حقیقت ثابت ہے جس کی موجودگی میں اتحاد مذہبی ایک امر موموم اور محال ہے۔ اسی بن پر پولیٹیکل ایجنٹ کورم نے جس کی ایجنسی کے اندر شیعہ عنصر غالب ہے شیعہ مولوی کفایت حسین کے شرراکیز مواظف مذہبی سے متاثر ہو کر نہایت دور اندیشی کو کام میں لاکر شیعوں کے لئے کئی ہزار کی لاگت سے، ایک علیحدہ مسجد ایسے مقام پر بنایا کہ جہاں پر کسی اہلسنت کا رگدز نہیں۔ بلکہ ماتم سرائے بھی متصل واقع ہے۔ جبکہ ان شلخ درشاخ افتراق مذہبی سے کسی نہر بن کو بھی انکار نہیں تو پھر کیا راستہ عابجا

بجائے ہوگی کہ حکام بانی کورٹ سے ایک مشہور فلسفہ منقولہ کے ماتحت کہ (ہر آنچہ بر خود
 نہ پسندے) بر دیگران پسند) اپنی خواہشات کا انہار کر کے ایک مظلوم کی حیثیت کو
 استمداد کریں کہ فریقین کا داخلہ واسطے ادائے مراسیم مذہبی ایک دوسرے
 کے مساجد میں ممنوع قرار دیکر ہمیشہ کے لئے فساد کا سد باب فرمادیں۔ اس
 میں نہ کیسی حق تلفی ہے۔ نہ جائے اعتراض۔ ورنہ زیر بحث فیصلہ سے جنگ
 و جدال کا ایک نامتناہی سلسلہ شروع ہو کر ہندوستان کو اصل منوں میں
 دارالحرب بنا دے گا۔

امید ہے کہ علماء دین و زعمائے قوم فضل سکوت توڑ کر اس
 موقع پر ہر ممکن سہ سے از قلم قولی و فعلی دریغ نہ فرمائینگے۔ ورنہ ایک روز
 جو یوم نمائین اور طمانہ الکبریٰ سے موسوم ہے خدا کے روبرو جوابدہ ہونا پڑے گا
 وَمَا عَلَيْنَا الْإِبْلَاقُ

وہ حقیر غلام احمد خان نقاش خفی بگلش
 از ہنگو منسلح کوہاٹ

مساجدِ معین اللہ کی پرتش

قادیانی جہیل کا ہدین

رحمہ

پسند واد نکال کی مسجد کجور والی کے فیصلہ ہائیکورٹ برطانیہ پنجاب کے کیمپوں
 میں سرت وشارمانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ الکفر ملہ واخلہ کے مطابق
 تمام مرتدین مل کر اس پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ مگر ان کی خوشی عارضی

ثابت ہوئی۔ نعتل فیصلہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ صرف بین استخا ص
جو مدعی ہیں مسجد میں مناز پڑھ سکتے ہیں مگر کسی قسم کی شورش انگیز حرکت کے
مرتکب ہونے پر اہلبیت و الجماعت کو حق حاصل ہے کہ انہیں مسجد سے باہر
نکال دیں۔ لاہوری پنڈت دادنخاں کے شیعوں کے سرکردہ لیڈر راجہ غضنفر علی
خاں صاحب سابق وزیر ریلوے اور نے حنا کار مدیر سے بیان کیا کہ شیعہ
جمہورین نے صورتِ حالات کی نزاکت محسوس کر کے شیعوں کو اس مسجد میں مناز
پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ شکر ہے کہ شیعوں کے مجتہدین نے مساجد کے امن و امان
کو قائم رکھنے کے لئے نہایت دور اندیشی اور مصلحت بینی سے کام لیا ہے۔ ورنہ
پنڈت دادنخاں کے شیعہ دہان کے مسلمانوں میں باہمی کشت و خون اور دنگا
فساد برپا کرنے پر آمادہ ہو چکے تھے۔

اخبار الفضل "قادیان مورخہ ہرجون ۱۹۳۳ء میں ایک مقالہ
اقتضایہ شائع ہوا تھا۔ جس میں مدیر الفضل نے جی بھر کر مسلمانوں کو گالیاں
دی تھیں۔ اور مائیکوٹ کے مزمومہ فیصلہ پر مسرت کا اظہار کیا تھا۔ مدیر الفضل
اور اس کی قماش کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان اس قدر بخیرت نہیں ہیں
کہ وہ تطہیرِ مساجد کے اہم فریضہ سے کنارہ کش ہو جائیں۔ مساجد میں کسی ایسے فعل
کی اجازت نہیں دی جا سکتی جس سے مساجد میدانِ کارزار بن جائیں۔ مساجد کے
ممبروں پر میرزائے قادیان یا سبائیوں کے خود ساختہ عقائد کی تبلیغ کی اجازت
دینا خود کشی کے مترادف ہے۔ مسلمان ہرگز ایسے ذلیل نہیں ہیں کہ دین میں،
اسقہ مداہنت سے کام لیں کہ اپنے مقدس مذہب میں رخنہ اندازی کو گوارا
کر سکیں۔

مدیر الفضل نے لکھا ہے "جماعت احمدیہ ہی اس وقت دنیا میں
ایسی جماعت ہے جو اپنی مساجد میں ہر عقیدہ کے لوگوں کو عبادت کر سکی کھلی
اجازت دیتی۔ بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے بھی اپنی مساجد کے دروازہ

کھلی رکھتی ہے۔ نیز اعلان کرتا ہے کہ "غیر مذاہب والوں کو بھی ضرورت کے وقت اپنے رنگ میں عبادت کر سکی اجازت دیا جاسکتی ہے۔" میرزا یوں کا یہ دعویٰ سراسر کذب بیانی پر مبنی ہے۔ ہم نے کئی ایسی مساجد دیکھی ہیں جہاں مسیرائی دوسرے مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اگر بہت ہی تومیرزا محمود صاحب اعلان کریں کہ تمام مسلمانوں کو میرزائیوں کی مساجد میں عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ خطبہ و وعظ بھی عبادت میں شامل ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ میرزائی کہاں تک اپنے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت ہم پہنچاتے ہیں۔ الفضل کے اس اعلان سے آریوں، عیسائی، بدھ مت والوں، اور سکھوں کو بھی فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ میرزا یوں کی بنا کردہ مساجد میں ایک طرف باپ بیٹا روح القدس کی پرستش ہو رہی ہوگی ایک طرف شولنگ کے سامنے سنان دہری گھڑیاں بجا رہے ہونگے۔ دوسری طرف سکھوں کا گرتھ رکھا ہوگا۔ جس کے سامنے سکھ گردہ گردہ سجدہ کر رہے ہوں گے۔ اور اس تمام ہنگامہ کے اندر بدھ مت کے پجاری بھی مہمانا بودہ کا مجسمہ نصب کر سیکر لئے ڈھول بجاتے ہوئے نمودار ہوں گے۔ اس وقت ہم میرزا یوں سے دریافت کریں گے کہ مساجد کے بنائی اصلی غرض کیا ہے؟ اور وہ کیسے ہو سکتی ہے؟ قرآن کا ارشاد ہے

إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝ ۱۵ رکوہ
 مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے
 کسی کو مت پکارو۔

الفضل نے وفد بخران کا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس سے اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ آج بھی اگر اسلامی سلطنت قائم ہو جائے تو کسی موقع پر تالیف قلوب کا غرض سے کچھ عرصہ کے لئے اجازت دیا جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی جماعت اپنا حق ظاہر کر کے مسجد پر قبضہ کرنا چاہے تو مسلمان ہر

حساب پر امن ذریعہ سے مدافعت کریں
 حق بجانب ہونگے

فیشن

از عبد الحمید نسیم طالب علم گورن

یورپ کے نظریہ فیشن اور دلبر باستان نے آجکل کے نوجوانوں پر ایسے جادو کے دُورے ڈال رکھے ہیں کہ وہ ہر وقت فیشن کے دیوانے اور روش مغربی کے متوالے نظر آتے ہیں۔ فیشن اگرچہ انگریزی لفظ ہے جس کے معنی وضع قطع طرز اور انداز وغیرہ کے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ہم ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں میں اس درجہ مقبول اور بدلتی ہو گیا ہے کہ شاید اس قوم میں بھی جس کی زبان کا یہ لفظ ہے نہیں ہو گا ہمارا مقصد یہاں نکتہ چینی اور فضول اعتراضات نہیں۔ بلکہ یہ بتانا ہے کہ فیشن اس کو رانہ تولید اور اختیار کے راہ و رسم کے غیر ضروری تنجیے بجا اسرار اور فضول اخراجات قوم کی گردن پر پڑ رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی اچھے اچھے گھرانے اور مشہور مشہور خاندان اسکی بدولت تباہ و برباد ہو گئے۔

صاحبِ دولت بھی پہلے اب میں تھیں وہیں
ابتدا کچھ اور بھی یہ انتہا فیشن کی ہے

انگریزی تسلیم یافتہ حضرات تو فیشن کا اس قدر تہنیت کرتے ہیں کہ انکا اٹھنا بیٹھنا چھلنا پھرتا کھانا پینا پہننا اور پہنا غرض ہر بات فیشن کے مطابق و موافق ہو ہے۔ اور ان کے خیال میں جو شخص فیشن ایبل نہیں وہ شریف نہیں۔ اور جب و شریف ہی نہیں تو سوسائٹی میں اس کا کوئی درجہ نہیں۔ گویا ساء شرافت و انسانیت اور تہذیب و شائستگی کا دار و مدار اسی فیشن پر ہی ہے۔ انگریزی کی تسلیم حاصل کر کے اس خیال کا ہونا کہ رہنے کو بنگلہ۔ پہننے کو سٹوٹ

سیر و تفریح کو پارک (بارن) کھیلنے اور خوش گیتوں کے لئے کلب گھر کا ہونا ضروری ہے۔ اب ایسا عام ہو گیا ہے کہ ننانوے فیصدی حبد ید تعلیم یافتہ اس میں مبتلا اور مستغرق ہیں۔ بنگلہ کے قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا تو نصیب نہیں ہوتا۔ البتہ کوٹھی سے چار میل کے فاصلہ پر جاکر لچر دوم میں خال اف اسلام *all of* *Islam* کی یعنی اسلام کے تنزل پر لچر دے آتے ہیں۔ اپنی مادری زبان کے ساتھ انکا یہ سلوک ہے کہ اردو بولنا اور اردو پڑھنا تو درکنار اردو اخبارات کا چھونا تک گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اسلامی کاموں کی رپورٹ سب سے پہلی آئی ڈی ٹی اور یا نیوز میں چھپوائی جاتی ہے۔ سب سے بڑی قومی اور اسلامی کانفرنس میں تقریر صدارت انگریز میں ہوتی ہے۔ العجب ثم العجب۔

کیا باتیں کی طرح بھی قوم کے لئے مفید اور کار آمد ہو سکتی ہیں کیا اس فیشن اور اس طرز عمل سے ہمارے روزمرہ کے برتاؤ میں ایک قسم کی فضول منائش یہودہ تکلفات اور مفت کی دقتیں نہیں پیدا ہو گئیں۔ کیا یہ باتیں قابل تحین ہیں۔ ایک مسلمان کا فرزند اپنے اسلامی طرز عمل کو چھوڑ کر محض فیشن کی تقلید میں وہ باتیں اختیار کرتا ہے جس سے کسی فرد کا فائدہ متصور نہیں

اللہ! اے ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان غیر اسلامی امور سے دُور اور نمود و منائش اور تصنع و ہنات کی زندگی سے سخت نفرت تھے۔ اور ایک یہ حالت ہے۔ نہیں معلوم کہ یورپ کی کونسی وہ بانکی ادا ہے جس پر وہ لٹو ہو کہ دین و دنیا کو صدقے کر رہے ہیں۔ اور نہیں معلوم کیوں اسلامی طریق سے انہیں اعتدال بغیرت و لغت افل ہے

ہمارے شہر کے تعلیم یافتہ اور فیشن ایبل مسلمانوں نے یورپین تقلید میں ایک کلب گھر قائم کیا۔ اس وقت ہمارا خیال ہوا کہ مسلمان اپنے اسلامی فیشن کو نوچھوڑ چکے ہیں۔ اور اس کلب گھر کو جس کی ضرورت یورپ نے آج محسوس کی ہے اسلام نے ساڑھے تیرہ سو سال سے قائم کر رکھا ہے۔ یعنی مسجد میں جہاں

مسلمان عبادت کے باہم تبادلہ خیالات بھی کر سکتے ہیں۔ اب چونکہ،
تسلیم یافتہ پارٹی نے مسجد میں جانا چھوڑ دیا، کلب گھر میں ہی جمع ہو کر مسلمانوں
پنجاب کے چونی ٹکے لوگ اور اعلیٰ قابلیت کے اچھے خیال اور عمدہ دل
و دماغ کے اصحاب جمع ہو کر غریب مسلمانوں کی بہتری کی تحادیز اور قومی ترقی و
بہبودی کے وسائل سوچیں گے۔ اور اسلامی معاملات پر خوب بحثیں ہو کر مینگی۔ جیسا
کہ اہل یورپ کا طریقہ اور فیشن ہے۔ کہ جہاں چار انگریز اکٹھے ہوتے ہیں ملکی و قومی
بہبود کے وسائل سوچتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اہم اور ضروری مسائل و مسائل حل
کر لیتے ہیں۔ مگر انکس اور صدافنس کہ یہاں ایسا نہیں ہوتا۔ ہاں صرف اس قدر
ہے کہ صرف دو چار مسلمان شام کو اچھے خاصے صاحب بہادر سکرمنڈ میں رگزار
و بارک ہاؤس میں ٹینس کا بلاسکر نیم فرعونانہ چال سے ذرا اچھل کود لیتے ہیں۔ اور
بس اس سے زیادہ کچھ بات نہیں۔ البتہ کودنے سے تھک گئے تو بیٹھ گئے۔ اور
تاش، فلاش، بوڈو، وغیرہ لکھول کر کھیل لی۔

بعض دلدگان فیشن کے اندر انگریزیت اس قدر سرایت کر گئی
ہے کہ اب وہ نام کے مسلمان رہنا بھی پسند نہیں کرتے۔ فیشن کی تقلید میں اسلام
ناموں کی بجائے فیشن ایبل نام رکھتے ہیں۔ مثلاً حسین علی سہرنلی۔ پیر حسن سے
پیرسن۔ اور عبدالرزاق سے اے راجک۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی نہیں بلکہ عورتیں بھی
اب فیشن ماڈل ہوتی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی مردوں کی طرح انگریزی نام رکھنا
باعث فخر، عزت، حرمت سمجھتی ہیں۔ چنانچہ بہت سی ایسی خواتین ہیں جنھوں نے
اپنے اسلامی نام پر ایسا انگریزیت کا طبع چڑھا دیا ہے کہ ہرگز ہرگز تمیز نہیں ہو سکتی
کہ وہ مسلمان ہیں۔ یا عیسائی۔ جیسے صفیہ سے صوفیا۔ رضیہ سے روزا وغیرہ
اور ابھی کیا ہے مسلمان گھبراہٹیں نہیں اگر یہی سبیل و نہار ہے تو ہندوستان
عورتیں ہرگز انگلستان کی لیڈیوں سے کم نہ رہیں گی۔

یہ کوئی دن کی بات ہے اور مرد ہوشمند غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اور جاہلیگی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض کونسل کی ممبری کیلئے دوث جاہلیگی

اس لکھنے سے ہمارا مطلب تعلیم نواں کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کے لئے تسلیم
اس قدر ضروری ہے جس قدر مردوں کے لئے۔ مگر وہ طریقہ ہرگز قابلِ داد و تحسین نہیں
جو جبائے مفید کے مضر ہو۔ اور وہ مضر و غیر مفید طریق ہی کو رانہ تقلید اور مذہب
سے بے اعتنائی ہے۔ اور اسی کو رانہ تقلید کی وجہ سے مسلمانوں کو ایسا سخت نقصان
پہنچ رہا ہے کہ جن کی تلافی سالہا سال میں بھی ناممکن ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مسلمان
جب تک اسی تیرہ سو دالے پر انے فیشن کو اختیار نہیں کرینگے جس سے ان کے اسلاف
قرونِ اولیٰ میں مزین تھے ہرگز ہرگز کامیاب اور فائز المرام نہیں ہو سکتے۔ یا بالفاظ
دیگر یوں کہنا چاہئے کہ وہ قوم جلد از جلد صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی جس نے اپنے
اسلاف کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیا ہو۔ ترجمان حقیقت علامہ سراقبال نے
کیا خوب فرمایا ہے۔

اس دور میں مٹ جائینگے، پرزندہ رہینگا باقی وہ

جو قائم اپنی راہ پہ ہو اور پوری اپنی ہیٹ کا ہے

مسلمانو! احتیاد! اس نمود و نمائش اور بیہودہ فیشن پرستی کو اب چھوڑ
دور نہ یاد رکھو کہ کہیں کے نہ رکھے جاؤ گے۔ اسی فضول خرچی اور فیشن
نے ترکی کا کبھی حال کیا۔ اسی فیشن کی مولائی عبدالعزیز (جو فیشن
کا اس قدر متوالا تھا کہ اہل مرا کو اسے عبدالفرنس کہتے

تھے) نے مرا کو کاستیاس کر ڈالا۔ ایران کا

فیشن ایسل بادشاہ محمد علی

میرزا ملک و قوم دونوں

کیوں باعث تباہی

والسلام

ہوا

مسلم سے خطاب

(از عبد الحمید نسیم سرگودہ)

اٹھ مسلم خوابیدہ یہ خوابِ گراں کبتک

مقبورِ زمان کبتک
مزدورِ جہاں کبتک
مجبورِ فغاں کبتک
مردودِ جہاں کبتک

اٹھ مسلم خوابیدہ
اٹھ اٹھ نئے ایقان پی
یہ خوابِ گراں کبتک
اے میکشِ دیرینہ

تیرا دل ہے بے کینہ
وحدت کا ہے گنجینہ
اور طورِ ترا سینہ
تو عیش کا ہے زمینہ

اٹھ اٹھ نئے ایقان پی
اٹھ دل سے مسلمان ہو
اے میکشِ دیرینہ
کر عہدِ کھن تان

تو حق کا ہے آوازہ
اسلام ترا ہے تازہ
تو عفاں کا ہے دوازہ
اقوام کا ہے شیرازہ

کر عہد کن تازہ
جینا ہے تو مسلم بن

اٹھ دل سے مسلمان ہو
اٹھ جاگ بہت سویا

کیوں دین سے ہی بدن
مادی ہے ہی ما من
اے آہوئے شیر نشکن
بیباک ہو کا شخص

جینا ہے تو مسلم بن
یہ بے خبری کبتک

اٹھ جاگ بہت سویا
اٹھ ہوش میں آو نسیم

یہ بے بصری کبتک
یہ کم نظری کبتک
یہ در بدری کبتک
دریوزہ گری کبتک

یہ بے خبری کبتک

اٹھ ہوش میں آو نسیم

نسیم گودہ

گزارشات

قادیان نمبر:- رسالہ کا آئندہ پرچہ قادیان نمبر سہارہ ہمدردان ملت اسلامیہ انجمنوں سے استفادہ کیلئے زیادہ مقدار میں خرید کر مفت تقسیم کریں قیمت یکصد روپے ہیں پچاس نسخہ کی قیمت بارہ روپیہ۔ اور فی پرچہ چار آنہ ہوگی۔

شکوۃ:- جمیع معانین کی خدمت میں درخواست ہے کہ مالِ زکوٰۃ حزب الانصار کی امداد و فائزین دارالعلوم غزنیہ بھیرہ کے طلباء و تلامیٰ اس بہترین مصرف میں تبلیغ و اشاعت و تحفظ اسلام اشاعت علوم و تہذیب کیلئے ضروری درکار ہیں۔ تمام رقم بذریعہ منی آرڈر بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ ارسال فرمادیں۔ دارالعلوم کیلئے کتابیں اور کھاتے نیز طلباء کیلئے کپڑے بھی درکار ہیں۔

بنگال میں تبلیغ:- مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ کی طرف سے قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی

بنگال میں تبلیغ کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ قاضی صاحب مع حزب الانصار کی تلاشِ کلکتہ کے ماتحت کام کرئیے۔ اور بنگال کلکتہ میں اعدائے دین سے مایک عزائم کا مقابلہ کریں گے۔

جلسہ لائے:- مرکزی حزب الانصار کا عظیم الشان چوتھا سالانہ جلسہ مقام جامع مسجد بھیرہ مورخہ ۸ و ۹ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز جمعہ و ہفتہ و اتوار مطابق ۱۹-۲۰-۲۱ شعبان ۱۳۵۲ھ قارئین مطلع رہیں۔

مَرِضًا بِضَرِّهِ إِلَى اللَّهِ

اگر آپ بن اسلام کی خدمت کے ناجاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بنکر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھ کر آج ساڑھے چار سال سے یہ جماعت شیخ غاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ ایمانہ پرجلیع مسجد بھٹن میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہے۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور بیاضین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور غنیمت و انقض و میراثیت کے نام تو ذریعہ سے نجات دلانے کے لیے بڑی کامیابی سے کام ہو رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بننا ایمان کی اشاعت وسیع کریمین امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کی مالی مصارف سے جلد از جلد بکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکنان مفت کام کرتے ہیں۔ ضرر طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورے کر نیکی کے چھوٹے سے کام لینا پیرائے نیتین جابگیر رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم تبلیغ کے مناظر کے جائزہ برابر سے کم از کم کوئی گناہوں ایسا نہ چھپا رسالہ جانا ہو۔ اہل جہد و اہل محلہ چھوڑ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرادیں ایسے ایمان ماحد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں۔ منفرد جہد ذیل تبلیغی کتب و قرائن اسلام سرکاری ہیں

ختم رسالت مولفہ مولوی اسٹر محمد بخش صاحب تسلیم کیا۔ اسے اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل اسے مہذبانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ختم کا کوئی نیا پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲/-

حقیقت تشبیح مولفہ مولوی قطبی شاہ صاحب اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ غوثیہ

[illegible]

علامہ ازیں ہر دم کی تبلیغی شہب

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ شمس الاسلام بھیرو پنجاب رہے

کیا ہماری اپیل صد البحر اناجی کی

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سرورق ہذا پر درج ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ احناف نے آجنگ اس ضروری امر کو طرف توجہ نہیں کی۔ ذیل کے طریقوں سے آپ اس اسلامی پودے کی آبیاری کر سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ماہوار آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بہ ماہ حزب کو پہنچتا رہے نیز اس کے رکن بن کر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔ ۲۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب و نادار طلباء و یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جنگی تعلیم و تربیت و خود رک و ہائش کا ذریعہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے۔ ۳۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت وسیع کر نہیں سچی فرمائیں۔ ۴۔ یتامی، مساکین و غریب و آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں انکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ میں بھیج دیں۔ تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے پیکر اسلام کے سچے خادم بن سکیں ۵۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار سال کیلئے واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کو طالعلم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ ۱۱۔ امن مساجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنی بچوں کو تعلیم کیلئے بھیج دیں بھیجیں ۱۲۔ اہل قوم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور خیر حضرت کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ صرف سربار کا کام نہ دیکھیں۔ جن کتب کی ضرورت ہو وہ بذریعہ استفسار معلوم کریں۔ ۱۳۔ اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں اور اگر ضرور ہو تو حزب الانصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں ۱۴۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہو تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں بنانا شروع کریں۔

المؤمن

ناظم حزب الانصار رہیدہ پنجاب